تنظیم اسلامی کا ترجمان

40

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

15 تا 21 صفر المظفر 1441ھ / 15 تا 21 اکتوبر 2019ء

دعوت: امتِ محمدیہ کی سرداری کی ضامن

یاد رکھیے! اللہ کے دین کی دعوت کا کام چھوڑ کر ہم خود اپنے اوپر ظلم کر رہے ہیں ہم نبی کریم (ﷺ) کے امتی ہیں اور ہمیں اللہ تعالیٰ نے خیر الامم کے جلیل القدر لقب سے سرفراز کیا ہے۔ ہم سے پہلے جتنی بھی امتیں صفحۂ ہستی پر ظاہر ہوئی ہیں ان سب سے ہمیں بہتر کہا گیا ہے، کیوں کہ ہماری زندگی کا مقصد بڑا پاکیزہ اور بہت بلند ہے۔ ہمیں اس لیے زندہ رہنا ہے کہ حق کا بول بالا ہو، ہدایت کی روشنی پھیلے، گمراہی کی ظلمت کافور ہو، باطل کا طلسم ٹوٹے، اور اخلاقِ حسنہ کو قبولیت حاصل ہو۔

اور اس کے ساتھ ساتھ سب سے بڑی صداقت (یعنی توحید) پر جب خود بھی ایمان لا چکے ہیں تو ہمارے ذمہ یہ فرض ہے کہ ہم دوسروں کو بھی اس کے قبول کرنے کی دعوت دیں۔ یہ ہماری سب سے بڑی ذمہ داری ہے، اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم ہمت، خلوص اور سرفروشی کے جذبے کے ساتھ اللہ کے دین کی دعوت لے کر اٹھیں اور دنیا کے کونے کونے میں اللہ کے دین کو پہنچانے کے لیے کمر بستہ ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے اقوامِ عالم کی بھری محفل میں ہمارے سر پر فضیلت کا تاج رکھا ہے۔ دوسری قوموں کے فیضانِ ہدایت سے ایک محدود علاقہ، ایک مخصوص قوم، ایک مقررہ وقت تک مستفیض ہو سکتی تھی، لیکن اللہ کے دین کی دعوت کا کام کرنے والے مسلمانوں کا اَبرِ کرم بحر و بر، نشیب و فراز، سیاہ و سفید، نزدیک و دور، ہر خطہ پر برستا رہا اور ہر خطے کے پیاسوں کی پیاس بجھتی رہی۔ دین کے کام کرنے والے مسلمانوں کی برکتیں صرف اپنے لیے اور صرف اپنوں کے لیے نہیں، بلکہ سب کے لیے ہیں۔ آیئے! ہم بھی عہد کریں کہ آج کے بعد ہم نے دین کی دعوت کو اپنی زندگی کا لازمی جز بنانا ہے، اللہ کے دین کو ساری دنیا میں پھیلانے کا جذبہ اپنے اندر پیدا کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلام کا سچا مبلغ و داعی بنا دے۔ آمین!

مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

اس شمارے میں

شیر کی ایک دن کی زندگی......

جہاد فی سبیل اللہ

پاک طالبان مذاکرات: اہمیت اور نتائج

تعلیم یافتہ لوگوں کو کیسے دعوت دیں؟

اک دم زمیں پر آ رہے

سیمینار: پاک بھارت جنگ!

خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی حقانیت اور مقبولیت

سُورۃُ الحَجّ — بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ — آیت : 41

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿۴۱﴾

آیت ۴۱ ﴿اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ﴾ ’’وہ لوگ کہ اگر انہیں ہم زمین میں تمکّن عطا کر دیں تو‘‘

اپنے ان مؤمن بندوں کو اگر ہم کسی خطۂ زمین کا اختیار و اقتدار عطا کریں گے تو ان کا لائحہ عمل کیا ہوگا؟

﴿اَقَامُوا الصَّلٰوةَ﴾ ’’وہ نماز قائم کریں گے‘‘

مؤمنین کو اگر کسی ملک پر حکومت کرنے کا اختیار ملے گا تو وہ اپنی پہلی ترجیح کے طور پر نماز کا نظام قائم کریں گے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ پہنچتے ہی جمعہ کے قیام کا اہتمام فرمایا اور اقامتِ صلوٰۃ کے لیے ترجیحی بنیادوں پر مسجدِ نبوی کی تعمیر کی۔

﴿وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ﴾ ’’اور زکوٰۃ ادا کریں گے‘‘

پھر زکوٰۃ کا باقاعدہ نظام قائم کیا جائے گا تاکہ معاشرے کے پس ماندہ طبقہ سے تعلق رکھنے والے افراد کی کفالت کا بندوبست ہو سکے۔

﴿وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ﴾ ’’اور وہ نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے۔‘‘

﴿وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿۴۱﴾﴾ ’’اور تمام امور کا انجام تو اللہ ہی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔‘‘

مدینہ پہنچتے ہی آپ ﷺ کو اختیار و اقتدار ملنے والا تھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے پیشگی بتا دیا کہ اس صورتِ حال میں آپ ﷺ کی ترجیحات کیا ہوں گی۔ چنانچہ جس طرح آج کل ہر سیاسی پارٹی الیکشن سے پہلے اپنا منشور جاری کرتی ہے کہ حکومت ملنے کی صورت میں ہماری ترجیحات کیا ہوں گی، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اہلِ ایمان کو ہمیشہ کے لیے ایک منشور عطا کر دیا ہے کہ کسی ملک میں اقتدار ملنے کی صورت میں انہیں کون کون سے امور ترجیحی بنیادوں پر انجام دینے ہوں گے۔

فرمان نبویؐ

تم میں سے ہر ایک نگران ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ، فَالْاِمَامُ الَّذِیْ عَلَى النَّاسِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ، وَالْمَرْاَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهٖ وَهِیَ مَسْئُوْلَةٌ عَنْهُمْ، وَعَبْدُ الرَّجُلِ رَاعٍ عَلٰى مَالِ سَيِّدِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْهُ اَلَا فَكُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ)) (متفق علیہ)

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’تم میں سے ہر شخص محافظ اور نگران ہے اور اس سے ان لوگوں کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی جو اس کی نگرانی میں ہیں، تو امیر (یا صدر) جو لوگوں کا نگران ہے اس سے اس کے زیر نگرانی لوگوں کی بابت پوچھ ہوگی اور ایک شخص اپنے گھر والوں پر نگران ہے اور اس سے ان کے بارے میں پوچھ ہوگی اور عورت اپنے خاوند کے گھر پر اور اس کے بچوں پر نگران ہے اور اسے ان کے بارے میں پوچھ ہوگی اور کسی شخص کا خادم اپنے آقا کے مال و اسباب پر نگران ہے اور اسے اس کے بارے میں پوچھ ہوگی (اس طرح) یاد رکھو! تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور تم سب سے تمہارے ماتحت لوگوں کے بارے میں پوچھ ہوگی۔‘‘

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

15 تا 21 صفر المظفر 1441ھ جلد 28
15 تا 21 اکتوبر 2019ء شمارہ 40

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

"دارالاسلام" ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 79-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 15 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 600 روپے
بیرون پاکستان

انڈیا------------------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)

ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شیر کی ایک دن کی زندگی............

دنیا آج بہت سے تنازعات کا شکار ہے لیکن عجب اتفاق ہے بلکہ عجب ستم ہے کہ اِن تنازعات میں جو قتل و غارت گری ہو رہی ہے اُن میں سے شاید ہی کوئی ایسا تنازعہ ہو جس میں مسلمانوں کا خون نہ بہہ رہا ہو۔ اوّل تو مسلم ممالک باہم خونریزی میں مصروف ہیں جیسے یمن کی خونریزی جس میں سعودی عرب ایک مسلمان فریق کی پشت پناہی کر رہا ہے اور ایران دوسرے مسلمان کا جانی و مالی ساتھ دے کر اُس کی پشت پناہی کر رہا ہے اور دونوں اطراف سے مسلمان ایک دوسرے کو تہہ تیغ کر رہے ہیں۔ باہمی گردن زدنی کا یہی سلسلہ شام میں جاری ہے۔ مسلمان ترکوں نے مسلمان کردوں پر حملہ کر دیا ہے۔ افغانستان میں امریکہ افغان طالبان پر حملہ آور ہے اور مسلمان افغان حکومت بھی طالبان کے خون کی پیاسی بنی ہوئی ہے۔ پھر اگر کہیں غیر مسلم اور مسلم تنازعہ ہے تو وہاں بھی مسلمان بُری طرح ظلم و ستم کا شکار ہے اور اُس کا خون بے دردی سے بہایا جا رہا ہے۔ جیسے مقبوضہ کشمیر میں بھارتی فوج درندگی کا مظاہرہ کر رہی ہے۔ سارے کشمیر کو جیل بنا دیا ہے اور نہتے لوگوں کو گولیوں کا شکار بنایا جا رہا ہے، اسی طرح فلسطینی یہودیوں کے ہاتھوں بے دردی سے قتل کیے جا رہے ہیں۔ یہ آج کی دنیا کے تنازعات ہیں مسلمانوں کی باہمی جنگوں میں کس کی جیت کس کی ہار ہوتی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ حقیقت میں یہ امتِ مسلمہ کی ہار ہے۔ یہ امتِ مسلمہ کی شکست ہے۔

مسلم اور غیر مسلم جنگ میں مشرق وسطیٰ کے محاذ پر جنگ مکمل طور پر یکطرفہ ہے۔ اسرائیل فلسطینیوں کے خون سے ہولی کھیل رہا ہے اور وہ جواب دینے کی سکت نہیں رکھتے۔ مسلمان عرب ممالک جو کبھی اسرائیل کے مقابلے میں کھڑے ہوتے تھے آج اسرائیل کے سامنے سربسجود ہیں۔ یہاں تک کہ اب وہ فلسطینیوں کے قتل عام اور اُن کو محصور کرنے کے لیے اسرائیل کا باقاعدہ اور اعلانیہ ساتھ دے رہے ہیں۔ کشمیر کے تنازعہ میں بھی ابھی تک پاکستان بھارت کا ہاتھ پکڑنے اور اُسے کشمیریوں پر ظلم ڈھانے سے روکنے میں کامیاب ہوتا نظر نہیں آ رہا۔ البتہ اس حوالے سے پاکستان سرنڈر کرنے کے لیے بھی ہرگز تیار نہیں۔ پاکستان نے سفارتی محاذ پر بھارت کی جمہوریت اور نام نہاد سیکولرازم کو بُری طرح بے نقاب کیا ہے۔ امریکہ اور مغرب کا میڈیا خواہی نخواہی کشمیر میں بھارت کے غیر آئینی، غیر قانونی اور غیر اخلاقی اقدام کی شدید مذمت کر رہا ہے۔ بھارت اگرچہ اِس صورتِ حال سے کچھ پریشان ضرور ہوا ہے، لیکن عملی طور پر پسپا ہونے کے لیے ہرگز تیار نہیں۔ کشمیر کی خصوصی حیثیت کو بحال کرنا تو دور کی بات ہے عالمی سطح پر اتنے شور شرابے کے باوجود اُس نے کشمیر میں کرفیو ختم نہیں کیا۔ لہٰذا دنیا بھر کے تمام تنازعات جن کا ہم نے ذکر کیا ہے اُن میں سے پاک بھارت محاذ سب سے زیادہ گرم اور خطرناک صورتِ حال اختیار کرنے والا محاذ بن چکا ہے۔ لہٰذا اِن سطور میں ہم صرف پاک بھارت جنگ کے امکانات اور اُس کے ممکنہ نتائج اور خطے پر پڑنے والے اثرات کا جائزہ لیں گے۔

سوال یہ ہے کہ کشمیری اور پاکستان کیا جوابی کارروائی کرتے ہیں۔ اِس لیے کہ ہم جو کہتے ہیں کہ ہم آخری حد تک جائیں گے، وہ آخری حد کیا ہے؟ کیا اقوامِ متحدہ میں زوردار خطاب پھر مقبوضہ کشمیر میں بھارتی مظالم کو بھرپور طور پر دنیا کے سامنے لانا۔ انسانی ہاتھوں کی زنجیر اپنے ملک میں بنانا کیا یہ آخری حد ہے اور وہ جو آخری گولی، آخری سپاہی اور آخری سانس کی بات ہے، وہ بھارت کے حملہ آور ہونے کی صورت میں ہے۔ بھارت مقبوضہ کشمیر کو اپنے ملک کا ایک حصہ قرار دے کر طبلِ جنگ بجا چکا ہے۔ اُس نے مقبوضہ کشمیر کو ایک بڑی جیل میں تبدیل کر دیا ہے۔ کرفیو نافذ کر دیا ہے اور تمام شہری آزادیاں سلب کر لی ہیں، وہ اب کوئی اگلا قدم اُٹھانے سے پہلے کشمیر میں اپنی پوزیشن کو مستحکم کرے گا۔ اب وہ فوری طور پر کوئی قدم کیوں اُٹھائے گا۔

اب ہمیں عملی طور پر کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔ ہم اگر کشمیر کو واقعتاً پاکستان کی شہ رگ سمجھتے ہیں اور اگر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ مستقبل میں پانی وجۂ جنگ بنے گا اور کشمیر کی صورتِ حال میں اگر کوئی تبدیلی نہ آئی تو بھارت ہمیں بھوکا پیاسا مار دینے کی بھرپور کوشش کرے گا۔ ہماری فصلیں تباہ اور ہمارے کھیت ویران ہو جائیں گے۔ لہٰذا ہمیں کچھ پلاننگ کرنی ہوگی۔ دوسری طرف یہ بھی حقیقت ہے کہ اِسلام ہمیں اُس قوم کے خلاف کوئی عملی اقدام کرنے کی اجازت نہیں دیتا جس کے ساتھ آپ کے کچھ معاہدات ہوں۔ لہٰذا کرنے کا اصل کام یہ ہے کہ بھارت کے ساتھ سفارتی تعلقات مکمل طور پر منقطع کیے جائیں۔ فضائی راستہ بند کر دیا جائے۔ تمام قسم کے معاہدات جن میں شملہ معاہدہ بھی شامل ہے انھیں منسوخ کیا جائے۔ تب ہم بھارت کے خلاف عملی اقدام کرنے کے شرعی اور اخلاقی جواز رکھتے ہیں۔ فوری طور پر اگر ہم مقبوضہ کشمیر پر حملہ نہ بھی کریں لیکن کشمیریوں کے حوالے سے ہماری مدد اخلاقی، سیاسی اور سفارتی سطح تک محدود نہ رہے۔ بھارت نے کشمیر کو خود میں ضم کر کے لائن آف کنٹرول کو خود ختم کر دیا ہے تو اب آزاد اور مقبوضہ کشمیر کا معاملہ الگ الگ نہیں۔ اب تمام کشمیریوں کو چاہیے کہ وہ لائن کے اُس پار ہیں یا ادھر ہیں اُنھیں یہ حق ہے کہ وہ مل کر بھارت کے غاصبانہ اور جابرانہ قبضہ کے خلاف جدوجہد کریں۔ اگر بھارتی افواج آزادی کے خواہشمند کشمیریوں کو دبانے کے لیے ظلم وستم ڈھا رہی ہیں تو پاکستان کو حق حاصل ہوگا کہ آزادی کے خواہش مند کشمیریوں کو بھارتی ظلم وستم سے بچانے کے لیے ہر طرح کی مدد کریں۔

کیا دنیا کی اکثریت یہ جانتی اور مانتی نہیں کہ کشمیر ایک متنازعہ علاقہ ہے۔ کیا دنیا یہ نہیں جانتی کہ اقوامِ متحدہ کی سلامتی کونسل کشمیریوں کو استصواب رائے کا حق دے چکی ہے۔ پھر یہ الزام ہم پر کیوں آئے گا کہ آزاد کشمیر کے عوام اپنے بھائیوں کی سیاسی، اخلاقی مدد کے ساتھ ساتھ اُن کے شانہ بشانہ بھارت سے آزادی حاصل کرنے کی جدوجہد کر رہے ہیں جو بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیا Right is Might کی نہیں بلکہ Might is Right کی قائل ہے۔ عالمی قوتوں اور اُن کی کنیز اقوام متحدہ اور سلامتی کونسل تو ایک عرصہ سے یہ رویہ اپنائے ہوئے ہے کہ جہاں مسلمانوں کا حق تلف کیا جا رہا ہو، جہاں اُن کو شہید کیا جا رہا ہو، جہاں اُن کی جائیدادیں لوٹی جا رہی ہوں، وہاں وہ اسلام دشمن قوتوں کو پورا پورا موقع فراہم کرتی ہے کہ وہ یہ سب کچھ کر لیں۔ پھر جب وہ مطمئن ہو جاتی ہیں کہ اب مسلمان مر چکے ہیں یا قریب المرگ ہیں تو پھر یہ نام نہاد امن کے ادارے آہستہ آہستہ حرکت کرتے ہیں۔

کشمیر کا مسئلہ اگر پُرامن طور پر حل نہیں ہوتا اور خطہ جنگ کی لپیٹ میں آ جاتا ہے تو اس کی صد فی صد ذمہ دار عالمی قوتیں اور عالمی ادارے ہیں کہ وہ کمزور کو انصاف مہیا نہیں کر سکے۔ لہٰذا یہ بات صاف کہہ دینے میں کوئی حرج نہیں کہ جنگ کے واضح امکانات ہیں۔ جنگ کبھی بھی اچھا اور انسان دوست آپشن نہیں تھا اور آج کی جنگ تو اتنی بڑی تباہی اور بربادی کا سبب بن سکتی ہے جس کا تصور بھی ہولناک ہے۔ لیکن کیا اِس تباہی و بربادی کو روکنے کا صرف پاکستان ذمہ دار ہے؟ کیا انصاف کا قتل کرنے والے اور انسانی آزادی کے قاتل اِس کے ذمہ دار نہ ہوں گے؟ لہٰذا ہمیں اگرچہ اپنی طرف سے جنگ کا آغاز نہیں کرنا چاہیے لیکن ایسے عملی اقدام ضرور کرنے چاہئیں جس سے مظلوم کشمیری بدترین اور انسانیت سوز ظلم وستم سے نجات حاصل کر سکیں۔ اِس کے نتیجہ میں جنگ ہوتی ہے تو ظالم وجابر شخصیات اور ادارے ذمہ دار ہوں گے۔

پاکستان کی فوج کے ترجمان نے کہا ہے کہ ہماری معیشت کمزور ہے لیکن اتنی بھی کمزور نہیں کہ ہم جنگ نہیں لڑ سکتے۔ اگر مقبوضہ کشمیر آزاد ہو جاتا ہے اور ہم اپنا پانی کا حق بھی محفوظ کر لیتے ہیں تو یہ جنگ ہمیں نئی زندگی بخش سکتی ہے۔ ایک سچی بات بھارت کے ریٹائرڈ جرنیل کے منہ سے نکلی ہے کہ مشرقی پاکستان کی سرحد پر تو ہم نے پاکستان کو شکستِ فاش دی تھی لیکن مغربی پاکستان کے محاذ پر ہم کبھی فتح یاب نہیں ہو سکے۔ وہ رن آف کچھ کی جنگ ہو یا 1965ء کی جنگ ہم پاکستان کا کچھ نہ بگاڑ سکے تھے۔ لہٰذا عسکری وسیاسی قیادت کو حوصلہ رکھنا چاہیے اور سسک سسک کر مرنے پر شہادت کی موت کو ترجیح دینی چاہیے۔ کیا خوب کہا تھا ہندوستان کے اُس مردِ مجاہد نے کہ شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی سو سالہ زندگی سے بہتر ہے۔ کاش! ہم اپنے ایمان کو پختہ کریں۔ کاش! ہم اللہ پر مکمل بھروسا اور توکل کریں تو کافروں کے خلاف ہر محاذ پر ہم کامیاب وکامران ہوں گے۔ ان شاء اللہ

جہاد فی سبیل اللہ

(قرآن وحدیث کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں تحریک خلافت پاکستان کے ناظم اعلیٰ انجینئر مختار حسین فاروقی کے 4 اکتوبر 2019ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

محترم قارئین! تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام جاری ''دعوت فکر اسلامی مہم'' کے تحت آج ہمارا موضوع ہے: ''جہاد فی سبیل اللہ''۔لفظ جہاد جہد سے بنا ہے جس کا مطلب ہے کوشش کرنا، دوڑ دھوپ کرنا۔ چونکہ جہاد ہم مسلمانوں کے لیے ایک بڑی معروف اصطلاح ہے اس لیے شاید ہم اس کی اہمیت اور عظمت پر زیادہ غور نہیں کرتے۔حالانکہ یہ ہمارے دین کی چوٹی کی عبادات میں سے ایک ہے۔

جہاد کا تعلق ایمان کے ساتھ ہے۔قرآن میں ایمان کے بعد ہی عمل صالح کا تقاضا کیا جاتا ہے۔ سورۃ العصر میں بھی یہی کہا گیا کہ آخرت کی نجات کے لیے پہلی شرط ایمان ہے اس کے بعد عمل صالح، تواصی بالحق اور تواصی بالصبر ہے۔اسی طرح سورۃ البقرۃ کی آیہ بر میں بھی پہلے ایمان کا تقاضا ہے۔ایمان کے بغیر بظاہر کتنا ہی اچھا عمل کیوں نہ کیا جائے وہ نیکی میں شمار نہیں ہوسکتا۔لہٰذا ہم مسلمانوں کے لیے سب سے پہلی چیز ایمان ہے۔کیونکہ اعمال کی قبولیت کے لیے ایمان بہت ضروری ہے۔اگر ایمان نہیں ہے تو پھر اس کے اعمال اللہ کے لیے شمار نہیں ہوں گے۔

ہم مسلمان ہیں اس لیے کہ ایمان لائے ہیں۔اب اس ایمان کے کچھ تقاضے ہیں جن کو پورا کرنا بحیثیت مسلمان ہماری ذمہ داری ہے۔ان تقاضوں کو پورا کرنے میں جو رکاوٹ آئے گی اس کو دور کرنے کی جدوجہد کا نام جہاد ہے۔جو آدمی دین کے راستے پر پورے خلوص کے ساتھ اور تیز رفتاری کے ساتھ چل رہا ہے اس کے راستے میں رکاوٹیں زیادہ آئیں گی اور جو سست رفتاری کے ساتھ چل رہا ہے اس کے راستے میں رکاوٹیں کم آئیں گی۔ تو جتنی تیز رفتاری سے آپ اپنی زندگی کے مشن میں محو ہیں مخالف قوتیں اتنا ہی آپ کو روکیں گی۔ان مخالف قوتوں سے لڑنا، ان کی طرف سے کھڑی کی گئی رکاوٹوں کو دور کرنا یہ اب آپ کے ذمہ ہے۔لیکن اگر کوئی اس وجہ سے مشن ہی چھوڑ کر بیٹھ جائے تو یہ کوئی حل نہیں۔ ہمارا دین ہم سے تقاضا کرتا ہے کہ آپ مسلمان ہیں تو آپ کو دین کا کام کرنا ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ کا اسوہ ہمارے لیے مشعل راہ ہے۔آپ ﷺ کے لاکھوں صحابہ کا اسوہ ہمارے سامنے ہے۔پھر قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔لہٰذا ہمیں ان کو دیکھ کر ان کی روشنی میں اپنا لائحہ عمل طے کرنا ہوگا۔

مرتب: ابوابراہیم

جہاد کے حوالے سے ہمارے ہاں بہت ساری غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں۔کیونکہ دنیا میں تقریباً دو سوسال سے مسلمان مغلوب ہیں۔مغرب بالادست ہے، اس کی تہذیب وتمدن ہے، اس کے نظریات پھیل رہے ہیں اور اسلام کے حوالے سے کچھ غلط فہمیاں اس نے دانستہ پھیلادی ہیں۔لہٰذا ہمارے ذہنوں میں یہ بیٹھ گیا ہے کہ جہاد کے معنی جنگ کے ہوتے ہیں۔حالانکہ یہ تصور قرآن وحدیث میں نہیں ہے۔قرآن مجید میں جنگ کے لیے قتال کا لفظ آیا ہے:
﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ط بَلْ اَحْيَاۗءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿١٥٤﴾﴾ ''اور مت کہو ان کو جو اللہ کی راہ میں قتل ہو جائیں کہ وہ مردہ ہیں۔بلکہ وہ زندہ ہیں، لیکن تمہیں اس کا شعور نہیں ہے۔'' (البقرۃ:154)

جہاد کے حوالے سے دوسری غلط فہمی ہمارے معاشرے میں یہ پیدا ہوگئی ہے کہ مسلمان کی ہر جنگ جہاد ہے۔یعنی کوئی اپنے ملک کی سرحدیں بڑھانا چاہتا ہے اور پڑوس کے کسی کمزور مسلمان ملک پر حملہ کر کے اسے اپنے ملک میں شامل کر لیا تو اس کو بھی جہاد کہا گیا۔حالانکہ یہ جہاد نہیں ہے۔قرآن مجید اس کو جہاد نہیں کہتا۔بہت ساری جنگیں صرف ہوس ملک گیری کے لیے ہوتی ہیں۔ان جنگوں کو جہاد نہیں کہا جاسکتا۔جہاد کے معنی تو ایک اعلیٰ تر مقصد کے لیے جدوجہد کرنا ہے اور پھر اس کی کچھ حدود و قیود بھی ہیں کہ مسلمان اللہ ورسول ﷺ کے احکام کے تابع رہتے ہوئے یہ کام کرے تو وہ جہاد کہلائے گا۔

جہاد کے کئی مراتب ہیں۔انگریزی میں جدوجہد کے معنی struggle ہیں۔ہر آدمی کوئی نہ کوئی جدوجہد کر رہا ہے۔سب سے کم تر درجہ کی جدوجہد وہ ہے جس کو ڈارون تھیوری میں struggle for existence کہا گیا۔ہر آدمی زندہ رہنے کے لیے، اپنی نسل کو پالنے کے لیے یا ایک اچھا سا گھر بنانے کے لیے جدوجہد کر رہا ہے، مسلمان بھی کر رہے ہیں، غیر مسلم بھی کر رہے ہیں۔یہ حیوانی سطح کی جدوجہد ہے اور یہ شعور کی سطح کا کم سے کم لیول ہے۔لیکن اللہ کہتا ہے کہ دنیا کی زندگی میں زیادہ مگن نہ ہو جاؤ بلکہ اس میں سے کچھ وقت نکالو اور آخرت کے لیے اپنا سامان تیار کرو۔تمہاری زندگی کا کچھ مقصد بھی ہے اور اس کے لیے تمہیں جبلی طور پر کچھ علم عطا کیا گیا ہے۔ فرمایا:
﴿وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ۝ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ۝﴾ ''اور قسم ہے نفس انسانی کی اور جیسا کہ اس کو سنوارا۔پس اس کے اندر نیکی اور بدی کا علم الہام کر دیا۔'' (الشمس)

حیوانوں کو یہ علم وشعور عطا نہیں کیا گیا لہٰذا ان کی

حیات اسی دنیا تک محدود ہوتی ہے۔ حیوان مرگیا تو مرگیا لیکن انسان مرگیا تو وہ ختم نہیں ہوجاتا بلکہ مرنے کے بعد وہ ایک اور عالم میں چلا جاتا ہے جہاں اسے کچھ عرصہ بعد دوبارہ زندہ کیا جائے گا اور سارے انسان اللہ کے سامنے پیش ہوں گے۔ ہر آدمی سے پوری زندگی کا حساب لے لیا جائے گا اور پھر اس کے اعمال کی بنیاد پر فیصلہ ہوگا کہ کون جنت میں جائے گا اور کون جہنم میں جائے گا۔ وہ ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ لہٰذا انسان کی دنیا کی زندگی ایک امتحان ہے اور اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے۔ جس انسان کے اندر یہ شعور بیدار ہوگیا پھر اس کی جدوجہد حیوانی سے اوپر اُٹھ جائے گی۔

مسلمان اور غیر مسلم کی دنیوی جدوجہد (struggle for existence) میں یہی ایک فرق ہے کہ کافر تو حلال وحرام کی پرواہ نہیں کرے گا لیکن مسلمان کے لیے کچھ حدود و قیود ہیں ان کے اندر رہ کر یہ جدوجہد کرنا اس کے لیے لازم ہے۔ کیونکہ آخرت میں ہر انسان سے پانچ بنیادی سوالات کیے جائیں گے اور ان میں سے دو سوالات صرف مال کے بارے میں ہوں گے کہ کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا۔ لہٰذا سچا مسلمان اس چیز کو مدنظر رکھ کر ہی دنیوی جدوجہد کرے گا۔

شعور کا اس سے اوپر ایک اور درجہ وہ ہے جس کے بارے میں حدیث میں آیا کہ:

((مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ دَمِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ دِيْنِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ حُرْمَتِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ)) ”جو شخص اپنے مال کی حفاظت میں قتل ہوا وہ شہید ہے، جو شخص اپنی جان بچانے میں قتل ہوا وہ شہید ہے، جو شخص اپنا دین بچانے میں قتل ہوا وہ شہید ہے اور جو شخص اپنے اہل وعیال کی حرمت بچانے میں قتل ہوا وہ بھی شہید ہے“۔

یہ جدوجہد اگر ایمان کے ساتھ ہوگی تو اس کا اللہ کے ہاں بہت درجہ ہے۔ ایک مسلمان ملک پر کوئی غیر مسلم ملک قبضہ کرلے اور قبضہ کو چھڑانے کے لیے لوگ کھڑے ہوجائیں تو یہ جہاد حریت کہلاتا ہے۔ ہمارا دین کہتا ہے کہ وہ اس قوم کا حق ہے کہ وہ آزادی کے لیے جان ومال لگائے۔ جیسے ہمارے ملک میں انگریز آگیا تھا تو ہم مسلمانوں نے مسلح اور جمہوری دونوں انداز سے مزاحمت کی ہے، تحریکیں بھی چلائی ہیں، قلمی جہاد بھی کیا ہے اور دامے، درمے، سخنے ہر طرح سے مزاحمت کی ہے اور بالآخر اللہ نے ہمیں کامیاب کردیا۔ یہ بھی ایک جہاد حریت تھا۔

جہاد فی سبیل اللہ:

یہ جہاد کی اعلیٰ ترین قسم ہے۔ ہر جنگ جہاد نہیں ہے لیکن وہ جنگ جو خالصتاً اللہ کے دین کو غالب کرنے کے لیے لڑی جائے وہ جہاد فی سبیل اللہ کہلائے گی اور جہاد کا اس سے اعلیٰ درجہ کوئی نہیں ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

((لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا)) (متفق علیہ)

”تاکہ اللہ کی بات سب سے اونچی ہوجائے۔“

اس مقصد کو اقامت دین یا حکومت الٰہیہ کا قیام کہتے ہیں۔ یعنی مسلمانوں کا جو طرز زندگی، طرز تہذیب وتمدن قرآن میں مقرر ہے اور جس کی تعلیم رسول اللہ ﷺ نے دی ہے وہ صرف مسلمانوں کی نجی زندگی تک محدود نہیں رہنا چاہیے بلکہ اجتماعی زندگی میں (حکومت اور اداروں کی سطح پر) بھی نافذ ہونا چاہیے۔ اس کے لیے جو جدوجہد کی جائے گی وہ جہاد فی سبیل اللہ کہلائے گی اور یہ جہاد کا سب سے اونچا درجہ ہے۔

قرآن وحدیث میں دین کے جو تقاضے بیان ہوئے ہیں وہ کم سے کم تین ہیں۔ ایک یہ کہ ہم اپنی زندگی میں اللہ کا بندہ بنیں۔ اپنے گھر میں، فیملی میں، ذرائع آمدن میں، اخراجات میں اور ہر چیز میں اللہ کا دین غالب کریں۔ کوئی آدمی یہ بہانہ نہیں بنا سکتا کہ ملک میں سود چل رہا ہے یا فلاں مجبوری ہے۔ البتہ جہاں آپ کا بس نہیں چلتا تو وہاں آپ پر الزام نہیں ہے لیکن اگر آپ کے گھر میں جہاں آپ کا اختیار ہے وہاں کوئی کام دین کے خلاف ہورہا ہے تو پھر آپ کو جواب دینا پڑے گا لہٰذا آپ کو اس کے لیے جدوجہد کرنا پڑے گی۔ یہ جہاد فی سبیل اللہ کا پہلا درجہ ہے۔ کیونکہ آدمی جتنا یکسوئی کے ساتھ، منظم ہو کر اور تیزی کے ساتھ دین پر چلے گا تو اتنی ہی زیادہ مزاحمت ہوگی۔ سب سے پہلے خود اس کا نفس اس کے خلاف مزاحمت کرے گا۔ فجر کی اذان ہوتی ہے تو آدمی کے اپنے اندر سے آواز آتی ہے کہ ابھی تھوڑا سا اور سو جاؤ۔ اس مزاحمت کو دور کرنا، کھڑے ہوجانا، وضو کرکے اور گھر سے باہر نکل کر مسجد پہنچنا اور نماز پڑھ کے آنا یہ ہمت والوں کا کام ہے اور یہ جہاد ہے۔ سردیوں کی فجر کی نماز اور گرمیوں کی ظہر کی نماز آسان نہیں ہے۔ حضور ﷺ سے سوال کیا گیا کہ: کون سا جہاد سب سے افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (ان تجاهد نفسك في طاعة الله)

”اپنے نفس کو اللہ کی اطاعت کے تابع کردینا“۔

دشمن سے جنگ کرنے یعنی جہاد بالسیف کا موقع تو کبھی کبھی آتا ہے لیکن اپنے نفس کے ساتھ انسان کو مسلسل جہاد کرنا پڑتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر آدمی کے ساتھ ایک شیطان لگا دیا گیا۔ ایک صحابی نے بڑی ہمت کرکے پوچھ لیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ ﷺ کے ساتھ بھی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں! میرے ساتھ بھی ہے لیکن اللہ نے اس کو میرا مطیع بنا دیا ہے۔ اب وہ مجھ سے کوئی غلط کام نہیں کروا سکتا۔

لیکن ہمارے ساتھ جو شیطان لگا دیا گیا ہے ہم اس کے تابع ہوجاتے ہیں۔ الا ماشاء اللہ۔ جیسا کہ آج ہم دیکھ رہے ہیں، شادی بیاہ کی رسومات، مخلوط محافل، عریانی اور بے حیائی کے وہ سارے کام جو شیطان ہم سے کرواتا ہے ہم انہیں کر رہے ہیں۔ لیکن جو سچا مسلمان ہوگا وہ ہر معاملے میں شیطان کی مخالفت کرے گا۔ یہ دوسرے درجے کا جہاد ہے۔ یہ دونوں جہاد انسان کے اندر ہوتے ہیں۔ باہر پتا ہی نہیں چلتا لیکن آپ کو احساس اور پتا ہوتا ہے کیونکہ آپ کے اندر یہ مزاحمت ہو رہی ہوتی ہے۔

تیسرا جہاد:

اللہ کا بندہ بن کر زندگی گزارنی ہے تو آپ کا معاشرہ، آپ کی برادری آپ کی مخالفت کرے گی۔ آپ اعلان کردیں کہ میں نے اب حلال کمانے کا فیصلہ کرلیا، جھوٹ نہیں بولوں گا، ملاوٹ نہیں کروں گا تو جس بازار میں آپ کی دوکان ہے وہاں کی ایسوسی ایشن مخالف ہوجائے گی کہ تم نے یہ کیا کردیا، ہمارے لیے بھی تم نے مشکلات پیدا کردیں۔ یعنی وہ لوگ رکاوٹ بنیں گے۔ اسی طرح آپ دین کے مطابق شادی کرلیں تو خاندان کے سارے لوگ ناراض ہوجائیں گے کہ آپ نے یہ مثال قائم کرکے ہمارے لیے مصیبت کھڑی کردی۔ یعنی دین پر چلنے میں معاشرہ خود رکاوٹ بنتا ہے۔ لیکن اگر ہم اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کو مانتے ہیں تو پھر ان سب رکاوٹوں کے باوجود دین پر چلنا ہوگا کیونکہ دین کے احکام یہی ہیں۔

پھر اس سے اگلے درجے میں اللہ کے دین کی دعوت واشاعت ہے۔ جو آدمی جتنا دین میں مخلص ہوگا اتنا ہی زیادہ داعی بنے گا۔ اس کے لیے بھی آپ کو وقت اور مال لگانا پڑے گا اور محنت کرنا پڑے گی۔ دین کی دعوت الاقرب فالاقرب کے اصول پر دینی ہوگی۔ یعنی اپنے گھر کے افراد، اپنے ماتحت افراد کو پہلے دعوت دینی ہوگی۔ یہ آپ کی ذمہ داری ہے۔ اس کے لیے آپ زبان سے کہیں، مضمون لکھیں، کتاب لکھیں تو یہ بھی جہاد ہے۔ اسی طرح غلط

نظریات کا ابطال کرنا بھی جہاد ہے۔مسلمانوں کے معاشرے میں باطل اور کفر کی تبلیغ ہو رہی ہے تو اس کے خلاف آواز اُٹھانا اور لکھنا،تحریک چلانا بھی جہاد ہے۔

بدعملی کے خلاف جہاد: باقی سارے جہاد ایک طرف لیکن بدعمل آدمی کو عمل کی طرف لانا سب سے مشکل کام ہے۔ اگر کوئی مسلمان ہے اور نماز نہیں پڑھتا، روزے نہیں رکھتا، حلال کمانے کی فکر نہیں کرتا تو اس کو دین پر آمادہ کرنا بہت بڑے درجے کا جہاد ہے۔

اقامت دین کی جدوجہد: پاکستان میں آج بھی ستانوے فیصد مسلمان ہیں تو اللہ کے دین کو یہاں غالب ہونا چاہیے۔لیکن آج یہاں یہ سوچ نہیں ہے۔لہٰذا اس کے لیے جدوجہد کرنا ہم سب کے لیے لازم ہے۔کوئی قانون سازی قرآن وسنت کے خلاف نہیں ہونی چاہیے۔اس جہاد میں مزاحمت ہوگی لیکن پُرامن مزاحمت کا راستہ کھلا ہے کیونکہ آج کل دنیا کے بہت سارے ممالک میں جمہوری آئین ہے‘ وہ پُرامن احتجاج کی اجازت دیتے ہیں۔حکومت کے خلاف بولنا اور چیز ہے لیکن ریاست کے خلاف بات کرنا اور چیز ہے۔حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے دور میں اگر ریاست اور حکومت کے درمیان فرق واضح ہوتا تو کبھی واقعہ کربلا نہ ہوتا۔یزید کو کہنا کہ تم یہ کام غلط کر رہے ہو،آپ غلط منتخب ہو گئے ہیں تو یہ بات بغاوت شمار نہ ہوتی۔لیکن آج کے دور میں حکومت کو تبدیل کرنا جمہوری حق ہے۔اسی طرح حکومت کو توجہ دلانا کہ آپ فلاں فلاں کام غلط کر رہے ہیں یا حکومت کے خلافِ اسلام اقدامات کے خلاف پُرامن مزاحمت کا راستہ اختیار کرنا ہمارا جمہوری حق ہے جو ہمارا آئین ہمیں دیتا ہے۔پھر اگر کسی اسلامی ملک میں کوئی غیر مسلم حکمران بن جائے اور وہ کہے کہ یہاں اسلام نافذ نہیں کرنا تو اس کے خلاف مسلح جدوجہد بھی ہو سکتی ہے اور وہ جدوجہد جہاد فی سبیل اللہ کے درجے میں شمار ہوگی۔لیکن اگر حکمران مسلمان ہو تو وہاں دین کے غلبے کے لیے،حکمرانوں کو اس بات پر مجبور کرنے کے لیے کہ اپنے آپ کو اور پورے نظام حکومت کو اسلام کے تابع کر دیں تو یہ جہاد کی تیسری منزل ہے اور یہ جہاد کا سب سے اونچا درجہ ہے۔

قرآن مجید کے مطابق رسول اللہ ﷺ کی زندگی ہمارے لیے نمونہ ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب:21)

اس سے بہتر طرز زندگی کوئی ہو نہیں سکتا۔آپ ﷺ کا طرز زندگی یہ تھا کہ آپ ﷺ نے پہلے عرب میں دین کے غلبہ کے لیے محنت کی اور وہاں اللہ کا دین غالب کر دیا۔پھر چونکہ محمد رسول اللہ ﷺ ساری دنیا کے نبی تھے۔اس وقت بھی تھے،آج بھی ہیں اور قیامت تک رہیں گے لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے یہ اُسوہ چھوڑا ہے کہ اسلام کے غلبے کے لیے دنیا کے دوسرے خطوں میں بھی جدوجہد کی جائے۔آج یہ ہماری ذمہ داری ہے۔کسی ایک ملک میں اللہ کا دین غالب ہو جائے تو وہ نمونہ بنے گا اور دوسرے ملکوں میں بھی اس کی کوشش کی جائے گی۔

بہرحال مسلمان اگر مخلص ہے،اہل ایمان میں سے ہے تو اس کے لیے یہ سارے جہاد یعنی نفس کے خلاف جہاد، شیطان کے خلاف جہاد، بگڑے ہوئے معاشرے کے خلاف جہاد اور پھر دین کے غلبے کے لیے جہاد کرنا لازم ہے۔قرآن کہتا ہے کہ پہلے اپنی ذاتی زندگی میں اسلام کو نافذ کرو۔قرآن مجید جو مجاہد پیدا کرنا چاہتا ہے، وہ یہ نہیں کہ بے نمازی، بے دین اور حرام خور سارے اکٹھے ہو جائیں بلکہ پہلے اپنی زندگی میں اسلام نافذ کرو تب تمہیں زیب دیتا ہے کہ تم حکمرانوں سے کہو کہ اللہ کے دین کے اندر آجائیں اور ہمارے ملک میں دین کو نافذ کریں۔اللہ تعالیٰ ہمیں جہاد اور اس کے تقاضوں کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

۞۞۞

دعوت فکرِ اسلامی مہم

تنظیمِ اسلامی کا پیغام — نظامِ خلافت کا قیام

بانیٔ تنظیم: ڈاکٹر اسرار احمدؒ

امیر تنظیم: حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ

رب کی دھرتی
رب کا نظام

تنظیمِ اسلامی
www.tanzeem.org

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

خطاب بہ جاوید

23

سخنے بہ نژادِ نو
نئی نسل سے کچھ باتیں

75 اندر اخلاصِ عمل فردِ فرید	پادشاہے با مقامِ بایزید

(ماضی قریب کا یہ مسلمان حکمران) اپنے مقصدِ حیات کے تحت خدا شناسی اور خود شناسی کے جذبے میں اپنی مثال آپ تھا ایسا (سیاسی) پیشوا کہ بے شمار مذہبی پیشواؤں کے پیشوا بایزیدؒ کا ہم مرتبہ تھا

76 پیش او اسپے چو فرزنداں عزیز	سخت کش چوں صاحب خود درستیز

(اے پسر! سن) اس کے پاس ایک (اصیل) گھوڑا تھا جسے وہ اپنے بیٹوں کی طرح عزیز رکھتا تھا وہ گھوڑا مالک کی طرح (خدا بے زار اور بے خدا فوجوں کے) مقابلے میں خوب سرگرمی دکھاتا تھا

77 سبزہ رنگے از نجیبانِ عرب	باوفا، بے عیب، پاک اندر نسب

(آج کے آسودہ حال نوجوان! سن) وہ گھوڑا سبز رنگ کا تھا اور اعلیٰ عربی نسل کا تھا باوفا تھا، بے عیب تھا اور نسب میں بھی پاک تھا

78 مردِ مومن را عزیز اے نکتہ رس	چیست جز قرآن و شمشیر و فرس؟

(اے مغرب زدہ نوجوانو! جو نکتہ ور تو ہو مگر سیکولر اور لبرل سوچ رکھتے ہو، سنو) ایک مردِ مومن (خداشناس اور خود شناس) کے لیے اس دنیا میں محبوب ترین چیزیں قرآن مجید، شمشیر اور (باوفا) گھوڑے کے سوا (یعنی قرآن اور جہاد کے سوا) کیا ہوسکتا ہے

75۔ اے پسر! آج کے اس خدا بے زار ماحول میں ایسی مثال شاید خانقاہوں اور دینی مدارس میں بھی نہ مل سکے۔ یہ مظفر شاہ (وفات 1411ء) خدا شناس اور خود شناس حکمران تھا۔ بادشاہوں اور اشرافیہ کے طبقے میں اپنی مثال آپ تھا اس کی خودی بیدار تھی بادشاہ و حکمران ہونے کے باوصف ذاتی اخلاق و اوصاف میں بلند شان کا حامل تھا ایسا سیاسی پیشوا کہ مذہبی پیشواؤں کے امام حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا سا مقام رکھتا تھا۔

76۔ سلطان مظفر کے پاس (دیگر حکمرانوں کی طرح) ایک اصیل اور وفادار گھوڑا تھا یہ گھوڑا سفر و حضر، امن و جنگ اور دشت و جبل میں اس کا ساتھی تھا خود (سلطان مظفر) کی طرح بڑا جفاکش اور محنتی تھا۔ سلطان اسے اپنے بیٹوں کی طرح عزیز رکھتا تھا۔ اہم مہمات میں ہمیشہ یہ گھوڑا اس کی توقعات پر پورا اُترتا تھا۔ سلطان مظفر کی کامرانیوں و کامیابیوں میں یہ گھوڑا برابر کا شریک تھا۔ یہ گھوڑا مالک کے دوستوں اور دشمنوں کو پہچانتا تھا۔

77۔ عصرِ حاضر کے نوجوان سن! وہ گھوڑا سبز رنگ کا تھا اور عربی نسل کی خاص اعلیٰ قسم کا تھا۔ مالک کا وفادار، بے عیب اور پاک نسب تھا یعنی HYBRID یا GENETIC ENGG کا شاہکار نہیں تھا، قد کاٹھ میں متناسب اور دیکھنے والوں کو بھی اچھا لگتا تھا۔ سلطان مظفر کی نظروں میں سما گیا تھا اور وہ اسے بہت عزیز رکھتا تھا۔ گھوڑے نے بھی کبھی سلطان کی کسی جنگی مہم اور STRATEGICAL STRIKE میں توقع سے کم کارکردگی (EFFICIENCY) نہیں دکھائی بلکہ ہر دم توقع سے زیادہ DELIVER کرتا تھا۔

78۔ مغربی تعلیم سے آراستہ نوجوانو! تم باشعور ہو مگر سیکولر اور لبرل سوچ کے حامل ہو۔ تمہیں یہ نکتہ کیسے سمجھایا جاسکتا ہے کہ مردِ مومن کے لیے دنیا میں قرآن مجید کا پڑھنا پڑھانا ❶ اور شمشیر و فرس کے علاوہ زندگی کا کوئی سامان یا زادِ راہ درکار نہیں ہے۔ غالب استعماری قوتوں نے اپنے مظالم کو دوام بخشنے کے لیے اور اپنے انسان دشمن اور اخلاق دشمن رویوں کے فروغ اور خدا بے زار و وحی دشمن نظریات کی ترویج کے لیے اسلام کے ان اعلیٰ اصولوں اعلیٰ تعلیمات اور انسان دوست رویّوں کے پھیلانے کو دہشت گردی قرار دے رکھا ہے اور مسلمانوں کو ہر طرح سے بے دست و پا کر کے خود اسلحہ کے زور پر دنیا پر قابض ہے اور دنیا بھر میں خونریزی اور دھماکوں کی اموات کو فروغ دے کر اپنی معیشت کو مضبوط کر رہا ہے۔ مسلمانوں کو مغرب کی اس ابلیسی پالیسی کی برائیاں نمایاں کر کے اس سے آزاد ہونا ضروری ہے۔ صلیبی جنگ میں سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کے پاس بھی گھوڑا تھا اور رچرڈ کے پاس بھی جبکہ 1917ء میں جنرل زینی دمشق فتح کر کے اسی سلطان کی قبر پر گیا تو اس کے پاس بھی گھوڑا ہی تھا۔ ❷

❶ ”تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو قرآن سیکھیں اور سکھائیں“۔ (الحدیث)

❷ علامہ اقبال کے نزدیک مردِ مومن کے لیے قرآن اور فرس و شمشیر ہی اسلام کا INSIGNIA ہے جبکہ مغربی تہذیب، کلچر اور حکومتیں انسانیت سے گری ہوئی ہیں اور ان میں سے اکثر حکومتیں اور حکومتی اداروں کی علامات BEASTS ہیں۔ یہ درندے جب آئیڈیل ہوں گے تو ان کو محبوب رکھنے والے بھی درندے اور انسان دشمن کہلانے کے مستحق ہیں۔ حالیہ صہیونی مغربی علوم کی بالادستی نے انسان کو پہلے انسانیت سے گرا کر BEAST بنایا اور پھر BEAST سے BEASTALITY تک پہنچا دیا۔ ؎

گلا تو گھونٹ دیا اہلِ مدرسہ نے تیرا
کہاں سے آئے صدا لا الٰہ الا اللہ

امریکہ کے غرور اور تکبر کا یہ نتیجہ نکلا ہے کہ وہ اب دوبارہ افغان طالبان سے مذاکرات کی بھیک مانگتا پھر رہا ہے: ایوب بیگ مرزا

امریکہ نے کابل میں سیکولرازم اور ثقافتی خباثت کے جو بیج بو دیے ہیں وہ افغان طالبان کے لیے بڑا چیلنج ثابت ہوں گے: آصف حمید

افغان طالبان نے پاکستان آ کر یہ ثابت کیا کہ پاکستان کی حیثیت اب بھی ایک برادر اسلامی ملک کی ہے: رضاء الحق

پاک طالبان مذاکرات: اہمیت اور نتائج کے موضوعات پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: امریکہ نے طالبان کے ساتھ مذاکرات ختم کرنے کا اعلان کیا تھا تو انڈیا بہت خوش ہوا تھا۔ لیکن پھر طالبان نے روس، چین اور ایران کا دورہ کیا اور اب پھر دوبارہ پاکستان میں مذاکرات شروع ہوئے ہیں۔ کیا اب انڈیا پھر اس پورے پراسس سے باہر ہو گیا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: حقیقت یہ ہے کہ جس رعونت اور تکبر کے ساتھ ٹرمپ نے یہ مذاکرات منسوخ کیے تھے اگر اب مذاکرات بحال ہوتے ہیں تو سب سے پہلے امریکہ یا ٹرمپ تسلیم کرے کہ ہم نے تھوکا ہوا چاٹا ہے۔ اس وقت بھی امریکہ خود کو دنیا کا سپریم پاور سمجھتا ہے۔ امریکیوں کو دنیا میں اپنی بادشاہت و شہنشاہیت قائم کرنے کا بہت شوق ہے اور اسی خواہش میں وہ اگلی صدی میں جانا چاہتے ہیں۔ تاریخ کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ ہر بڑی قوم کا زوال اخلاقی زوال سے شروع ہوتا ہے اور امریکہ کا اخلاقی زوال نہ صرف شروع ہو چکا ہے بلکہ کئی مراحل طے کر چکا ہے۔ وعدے کی خلاف ورزی کرنا، اپنی بات سے پھر جانا ان کا روٹین کا کام بن چکا ہے۔ یہ مذاکرات امریکہ کے کہنے پر ہی شروع ہوئے تھے اور امریکہ نے ہی اچانک یکطرفہ طور پر ان کو ختم کر دیا۔ جہاں تک انڈیا کا تعلق ہے تو انڈیا کا میڈیا چیخ چیخ کر کہہ رہا ہے کہ امریکہ نے ہمیں مکھی مار کر افغانستان سے نکال دیا ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ انڈیا کو وہاں کس بات پر ترجیح دی جائے؟ ایک تو وہ افغانستان کا ہمسایہ نہیں ہے۔ دوسری بات یہ کہ افغانستان میں حکومت طالبان کی ہو یا ان کے مخالفین کی وہ مسلمان ہیں جبکہ انڈیا میں حکومت ہندوؤں کی ہے بلکہ آج کل تو انتہا پسند ہندوؤں کی ہے۔ انڈیا نے وہاں پر زبردستی گھسنے کی کوشش کی اور خوب سرمایہ کاری کی۔ تقریباً تین ارب ڈالر سے زیادہ کی سرمایہ کاری بھارت وہاں پر کر چکا ہے۔ اس کے مقابلے میں پاکستان افغانستان کا ہمسایہ بھی ہے اور دونوں ممالک کی آبادی مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ پھر تاریخی طور پر بھی پاکستان اور افغانستان کا بڑی قریبی تعلق بنتا ہے۔ ہمارے جتنے بھی ہیروز ہیں جیسے غزنوی، غوری، ابدالی وغیرہ ان سب کا تعلق افغانستان سے ہی تھا۔ انگریزوں کے آنے سے پہلے ہم ایک ہی تھے۔ طالبان نے چین، روس اور ایران کا دورہ اس لیے کیا ہے کہ وہ اب سفارت کاری کے بہترین استعمال کو سمجھ گئے ہیں۔ چین اس علاقے کی

مرتب: محمد رفیق چودھری

بہت بڑی طاقت ہے، اسی طرح روس اور ایران دونوں ان کے ہمسائے ہیں لہٰذا انہوں نے اپنی متعلقہ قوتوں سے رابطے کیے ہیں اور بالآخر طے ہوا کہ پاکستان سے مشورہ کریں۔ اس لیے وہ یہاں آئے ہیں۔ پاکستان کی سیاسی اور عسکری قیادت سے ان کی بڑی طویل ملاقاتیں ہوئیں۔ افغان طالبان کی قیادت ملا برادر کر رہے ہیں جو طالبان کے نمایاں راہنماؤں میں شمار کیے جاتے ہیں۔ زلمے خلیل زاد (افغان امریکن ڈپلومیٹ) بھی پاکستان آئے ہوئے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ افغان طالبان سے بات کرنے کا موقع ڈھونڈ رہے ہیں۔ بہرحال امریکہ کے غرور اور تکبر کا یہ نتیجہ نکلا ہے کہ وہ اب افغان طالبان کے پیچھے پیچھے پھر رہا ہے اور بھارت بھی ان تمام معاملات سے آؤٹ ہو چکا ہے۔ پاکستان نے افغان طالبان کو بڑا پروٹوکول دیا ہے جس پر کٹھ پتلی افغان حکومت بڑی تلملائی ہے۔

رضاء الحق: یہ ہمارے لیے بڑی خوشی کی بات ہے کہ افغانستان کی جس اسلامی حکومت کو مغربی طاقتوں نے مل کر ختم کیا تھا اس اسلامی حکومت کو قائم کرنے والوں نے اٹھارہ سال کی جدوجہد کے بعد یہ ثابت کر دیا کہ انہیں شکست نہیں دی جا سکتی۔ 2011ء میں ہی یہ آثار نظر آنے لگے تھے کہ امریکہ وہاں پر پسپا ہو رہا ہے۔ حالانکہ بش نے کہا تھا کہ ہم دو ماہ میں طالبان کو ختم کر دیں گے اور افغانستان پر قبضہ کر لیں گے۔ لیکن آج یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ افغان طالبان کامیابی کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ بہرحال امریکہ شروع سے یہ چاہ رہا تھا کہ اس پورے پراسس میں انڈیا کو بھی کوئی نہ کوئی رول دیا جائے۔ افغان کٹھ پتلی حکومت اور انڈیا کو امریکہ اہمیت دے رہا تھا۔ دو واقعات ایسے ہوئے جن کو بہانہ بنا کر امریکہ نے مذاکرات ختم کیے۔ ایک طالبان نے قندوز پر حملہ کیا اور پھر کابل میں گرین ویلیج میں جا کر بلیک واٹر اور داعش کا خاتمہ کیا۔ دوسرے امریکہ کا خیال تھا کہ انڈیا کے حمایتی لوگوں کو الیکشن میں کامیاب کروائیں گے۔ انہوں نے الیکشن کروا بھی لیے لیکن اس کا ٹرن آؤٹ یہ نکلا کہ افغانستان کی تین کروڑ آبادی میں سے صرف گیارہ لاکھ لوگ ووٹ ڈالنے آئے جس کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔ اس کے بعد انہوں نے دیکھا کہ اب ہمارے پاس دوبارہ مذاکرات کے علاوہ کوئی اور راستہ نہیں ہے۔ الیکشن کے ٹرن آؤٹ کی وجہ سے تو انڈیا مزید آؤٹ ہو گیا۔ حالانکہ اشرف غنی اور عبداللہ عبداللہ دونوں کو انڈیا کی سپورٹ حاصل تھی لیکن اس کے باوجود وہاں کے لوگوں نے ووٹ نہیں ڈالا۔ کیونکہ افغان عوام کو معلوم تھا کہ اس الیکشن میں خارجی مداخلت بہت زیادہ ہے اور خارجی مداخلت کو افغان عوام کبھی برداشت نہیں کرتے۔ پھر طالبان نے سفارتی لحاظ سے ایک شاہکار ڈپلومیسی کا مظاہرہ کیا اور پاکستان آ کر یہ ثابت کیا کہ پاکستان کی

حیثیت اب بھی ایک برادر اسلامی ملک کی ہے۔ پھر پاکستان کی طرف سے بھی ان کو آفیشل پروٹوکول دیا گیا ہے۔

آصف حمید: اس حوالے سے ہمیں قرآن مجید سے راہنمائی ملتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہل امانت کے سپرد کرو اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ فیصلہ کرو۔'' (النساء:58)

افغانستان کے حوالے سے پاکستان کا رول ہمیشہ سے اہم رہا ہے۔ افسوس اس بات کا ہے کہ پاکستان نے اس رول کا حق ادا نہیں کیا۔ مثال کے طور پر اخلاق، غیرت وحمیت کے اصولوں کے خلاف اس جنگ میں امریکہ کا ساتھ دیا جس کا خمیازہ پاکستان آج تک بھگت رہا ہے۔ پاکستان کا رول اہم تو ہے اور اہم رہے گا۔ اصل بات یہ ہے کہ پاکستان کی حکومت یہ طے کرے کہ اب ہم نے پرانی تاریخ نہیں دہرانی کہ دوبارہ امریکہ کے بلاک کا حصہ بن جائیں۔ اب پاکستان پر یہ واضح ہوجانا چاہیے کہ امریکہ، انڈیا اور اسرائیل پاکستان کے دشمن ہیں اور وہ پاکستان کے ایٹمی ہتھیار ختم کرنے کے درپے ہیں۔ پھر ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ جو صحیح معنوں میں ہمارا دوست ہے ہم اس کا ساتھ دیں۔

سوال: کیا افغان طالبان سے کامیاب مذاکرات کے بعد امریکہ کا موقف کمزور نہیں پڑ جائے گا؟

آصف حمید: طالبان یہ چاہتے ہیں کہ غیر ملکی فوجیں وہاں پر نہ رہیں جبکہ امریکہ اپنی موجودگی برقرار رکھنا چاہتا ہے۔ اب جو بھی اپنے موقف سے پسپائی اختیار کرے گا ہم سمجھیں گے کہ وہ ایک قدم پیچھے ہٹا ہے۔ امریکہ کی کوشش یہی ہے کہ طالبان اس کی مرضی کے مطابق ڈھل جائیں تاکہ اسے فیس سیونگ مل جائے۔ لیکن افغان طالبان نے صرف اللہ پر توکل کیا ہے۔ انہیں معلوم ہے امریکہ فتنے کی جڑ ہے اور اس کی یہاں موجودگی ہمارے لیے نقصان دہ ہے۔ طالبان قرآن کے اس اصول کو ہم سے بہتر جانتے ہیں کہ:

''اے ایمان والو! یہود ونصاریٰ کو اپنا دلی دوست (حمایتی اور پشت پناہ) نہ بناؤ۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔'' (المائدہ:51)

سوال: افغانستان میں دیرپا امن کے قیام کے لیے پاکستان اور افغانستان کو کتنا محتاط رہنے کی ضرورت ہے؟

رضاء الحق: اس وقت ابلیسی یا دجالی اتحاد ثلاثہ (امریکہ، اسرائیل اور انڈیا) کے اہداف مقرر ہیں اور وہ ان اہداف کے حصول کے لیے آگے بڑھنے کی پوری کوشش کررہے ہیں اور ہر لیول پر بالخصوص ڈیپ سٹیٹ لیول پر ایک دوسرے سے تعاون بھی کررہے ہیں۔ مذاکرات کے حوالے سے طالبان کے ترجمان سہیل شاہین نے واضح طور پر کہہ دیا ہے کہ مذاکرات کا ایجنڈہ وہی ہوگا جو پہلے تھا۔ اسی پر آگے کوئی بات ہوسکتی ہے۔ اس اتحاد ثلاثہ بالخصوص امریکہ پر اعتماد کرنا بہت مشکل ہوگیا ہے کیونکہ انہوں نے ہمیشہ معاہدے کرکے توڑے ہیں۔ امریکہ کی کوشش ہے کہ افغان طالبان افغان کٹھ پتلی حکومت میں شامل ہوجائیں لیکن افغان طالبان اس کے لیے تیار نہیں ہیں اور یہی اس معاہدے کو آگے بڑھانے کے لیے سب سے بڑا چیلنج ہے۔ طالبان کا ایک مطالبہ یہ بھی ہے کہ امریکن افواج کا مکمل اخراج ہو۔ وہ یہ بات سننے کے لیے

> **اگر افغان طالبان دوبارہ حکومت میں آگئے تو پاکستان اپنی ساری فوج مشرقی بارڈر پر لے آئے گا اسی لیے انڈیا ان مذاکرات کو سبوتاژ کرنا چاہتا ہے۔**

تیار نہیں ہیں کہ امریکہ یہاں اپنی فوج رکھے یا اپنی کٹھ پتلیوں کے ذریعے کوئی مداخلت کرے۔ ایک خدشہ یہ بھی ہے کہ امریکہ کی گارنٹی کون دے گا کہ وہ معاہدے کی پاسداری کرے گا اور اس کی خلاف ورزی نہیں کرے گا۔ امریکہ، اسرائیل اور انڈیا کی ڈیپ سٹیٹس ایک دوسرے کے ساتھ جڑی ہوئی ہیں اور ان کی بہت ساری باتیں طالبان کے علم میں ہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ امریکہ کو وہاں پر مکمل شکست ہوگئی ہے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ امریکہ وہاں اپنے اہداف پورے نہیں کرپایا۔ تقریباً 75 فیصد علاقے پر طالبان کا کنٹرول ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ blame game بعد میں بھی آسکتی ہے اور اس میں میڈیا کا بہت اہم رول ہوتا ہے کہ میڈیا کہانی کو کیا سے کیا رنگ دے دیتا ہے۔ مثال کے طور پر معاہدہ ہوجاتا ہے اور پھر اعلان کروانے کے لیے کیمپ ڈیوڈ چلے بھی جاتے ہیں تو میڈیا اس معاہدے کے اعلان کو اس انداز سے پیش کرے گا کہ جس سے امریکہ کی فتح ظاہر ہو۔ افغان طالبان کو یہ بھی معلوم ہے کہ اگر وہ ابھی سے ساری باتیں ظاہر کردیں گے تو پھر مغرب اور پاکستان میں موجود مغرب زدہ میڈیا اس کو وہی رنگ دے گا جو وہ چاہتا ہے۔ اسی لیے ان کی طرف سے صرف اتنا کہا گیا ہے کہ وہ مذاکرات کے لیے تیار ہیں تاہم نتائج پر کوئی بات نہیں کی۔ اسی طرح انہوں نے حالیہ دنوں میں جتنے ممالک کا دورہ کیا ہے وہاں بھی وہ بہت محتاط نظر آئے ہیں کیونکہ انہیں معلوم ہے امریکہ نے ایک بار ڈسا ہے تو وہ دوسری بار بھی ڈس سکتا ہے۔

سوال: کیا روس، چین اور ایران افغانستان میں امن کے حوالے سے ضمانتی کے طور پر کوئی کردار ادا کریں گے؟

ایوب بیگ مرزا: میری ذاتی رائے میں افغان طالبان ان میں سے کسی کو بھی ضمانتی کے طور پر تسلیم نہیں کریں گے۔ بالخصوص امریکی افواج کے اخراج کے حوالے سے اگر انہوں نے کسی کی ضمانت کو تسلیم کرلیا تو یہ ان کے لیے بڑا نقصان دہ ہوگا۔ البتہ ممکن ہے وہ اس بات پر راضی ہوجائیں کہ جب تک امریکی افواج اپنے ٹائم فریم کے مطابق یہاں سے نکل رہی ہوں گی اس وقت وہ امریکی افواج پر حملے نہیں کریں گے لیکن وہ مکمل سیز فائر نہیں کریں گے۔ ان کی جنگ افغان حکومت سے جاری رہے گی۔ طالبان امریکہ کی چالوں سے بخوبی واقف ہیں۔ اسی لیے تو ابھی تک امریکی چالیں اور دھوکے کامیاب نہیں ہوسکے۔ اُمید یہی ہے کہ امریکہ کے پاس اب کوئی حل نہیں ہے سوائے اس کے کہ وہ مکمل طور پر وہاں سے نکل جائے۔ اگر وہ وہاں سے نہیں نکلتا تو اس کے جانی اور مالی نقصان میں مزید اضافہ ہوتا رہے گا، امریکی عوام میں تشویش بڑھتی چلی جائے گی اور ٹرمپ صاحب اگلے الیکشن میں ڈانواں ڈول ہوجائیں گے۔

سوال: کیا مذاکرات کی کامیابی کے بعد افغانستان میں ملا عمر کے دور والا نظام حکومت دوبارہ قائم ہوسکتا ہے؟

آصف حمید: اس وقت حالات وہ نہیں۔ جب طالبان کا دور حکومت تھا اس وقت سب سے بڑا شیطانی ہتھیار سوشل میڈیا وجود میں نہیں آیا تھا۔ 2001ء سے آج تک امریکہ نے جدت پسند افغانیوں میں جو ثقافتی خباثت کے بیج بوئے ہیں اور پوری کوشش کی ہے کہ وہاں پر سیکولر مائنڈ سیٹ تیار ہو وہ اب افغان طالبان کے لیے ایک بڑا چیلنج ہے۔ طالبان اپنے پہلے دور میں فقہی لحاظ سے بہت سخت تھے اور ہمیں بھی یہ محسوس ہو رہا تھا کہ ابھی ان میں بہتری کی گنجائش موجود ہے۔ لیکن اب حالات بہت بدل چکے ہیں۔ اب ہر آدمی میڈیا مین ہے، تجزیہ نگار ہے لہٰذا اب اگر طالبان حکومت قائم کرتے ہیں تو انہیں حکمت، عفو و درگزر سے کام لینا ہوگا۔ کیونکہ امریکہ نے وہاں پر نظریاتی طور پر ایسی چیزیں بودی ہیں کہ اب طالبان کے

لیے زیادہ سخت انداز میں کام کرنا مشکل ہوگا۔ کیونکہ اگر انہوں نے پہلے کی طرح سخت پالیسی اختیار کی تو کچھ علاقوں کے عوام ان کے خلاف بھی ہو سکتے ہیں۔ اب انہیں تدریجاً یہ کام کرنا ہوگا کہ آہستہ آہستہ لوگوں کی تربیت کرتے ہوئے آگے بڑھیں اور ایک اسلامی فلاحی ریاست کا نظام نافذ کریں تو زیادہ بہتر ہوگا۔

سوال: کیا افغان امن پراسس کی وجہ سے پاک بھارت تعلقات میں بہتری کا کوئی امکان پیدا ہوگا؟

ایوب بیگ مرزا: پاک بھارت تعلقات میں بہتری آئے یا نہ آئے لیکن یہ ضرور ہوگا کہ پاکستان بھارت کے مقابلے میں بہت بہتر پوزیشن میں چلا جائے گا۔ اس وقت شمال مغربی سرحد پر پاکستان کی غالباً تین ڈویژن فوج ہے اور باقی مشرقی بارڈر پر ہے۔ اگر وہاں افغان طالبان حکومت سنبھال لیتے ہیں، امریکہ نکل جاتا ہے، کٹھ پتلی حکومت ختم ہو جاتی ہے، باڑ بھی مکمل ہو جاتی ہے تو پھر وہاں اتنی زیادہ فوج رکھنے کی ضرورت نہیں رہے گی اور پاکستان اپنی ساری توجہ مشرقی سرحد پر فوکس کر دے گا۔ اسی لیے تو انڈیا ان مذاکرات کو سبوتاژ کرنا چاہتا ہے۔ وہ نہیں چاہتا ہے کہ یہ مسئلہ حل ہو اور امریکہ وہاں سے نکلے۔ بڑی دلچسپ بات ہے کہ انڈیا یہ تو چاہتا ہے کہ امریکہ وہاں سے نہ نکلے تا کہ پاکستان کی سرحدیں دو طرفہ غیر محفوظ رہیں۔ لیکن جب امریکہ بھارت کو کہتا ہے کہ تم افغانستان میں لڑنے کے لیے اپنے فوجی بھیجو تو وہ امریکہ کو کورا جواب دیتا ہے۔ کیونکہ انہیں پتا ہے کہ اگر ہم نے وہاں اپنے فوجی بھیجے تو ان کے ساتھ کیا سلوک ہوگا۔ بہر حال پاکستان کی بھارت کے ساتھ کشیدگی کشمیر یا پانی کے مسئلے پر بڑھے گی۔ میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ اگر افغانستان میں طالبان کی حکومت ہو اور پھر انڈیا اور پاکستان کی جنگ ہو تو پاکستان عسکری لحاظ سے افغانستان کی سرزمین بڑی آسانی سے استعمال کر سکتا ہے۔ پھر اگر امن پراسس کامیاب ہو جاتا ہے تو اس کا چین کو بہت فائدہ ہوگا کیونکہ پھر سی پیک کے راستے کی رکاوٹیں ختم ہو جائیں گی۔ اس وقت چین کی اپنی ساری توجہ اقتصادی ترقی پر مرکوز ہے کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ اقتصادی ترقی ہی عسکری ترقی کا زینہ ہے۔ کہا جا رہا ہے کہ کشمیر کی صورت حال کی وجہ سے انڈیا کی معیشت بہت خراب ہو رہی ہے اور مودی جس طرح احمقانہ حرکتیں کر رہا ہے اگر یہی صورت حال رہی تو پاکستان کے ساتھ جنگ چھیڑ دے گا جو اس کی تباہی کا باعث بنے گی۔ بہر حال افغانستان کا امن سارے خطے میں اثر دکھائے گا بالخصوص پاکستان کے لیے یہ امن خصوصی حیثیت رکھتا ہے۔

سوال: کیا ٹرمپ اپنے اگلے الیکشن تک طالبان سے مذاکرات کو طول دے سکتا ہے؟

رضاء الحق: یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہا جا سکتا کیونکہ غیب کا علم صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ البتہ تاریخی طور پر جائزہ لیا جائے تو جن امریکی صدور نے دوسرے ملکوں پر جنگیں مسلط کی ہیں تو انہوں نے ان جنگوں کو اپنی کرسی اور سیاست کے لیے کارڈ کے طور پر بھی استعمال کیا ہے۔ عام طور پر کہا جاتا ہے کہ امریکی بہت زیادہ امن پسند لوگ ہیں اور انسانی حقوق کے چیمپیئن ہیں لیکن انسانی تاریخ نے دیکھا ہے کہ ان سے بڑھ کر درندگی کا مظاہرہ کوئی نہیں کرتا۔ پچھلے دنوں وائٹ ہاؤس سے ایک میمو جاری ہوا جس میں ٹرمپ یہ حکم جاری کرتا ہے کہ جو غیر قانونی تارکین وطن

> ہمارے جتنے بھی ہیروز ہیں جیسے غزنوی، غوری، ابدالی وغیرہ ان سب کا تعلق افغانستان سے ہی تھا۔ انگریزوں کے آنے سے پہلے ہم ایک ہی تھے۔

امریکہ میں آتے ہیں ان کی ٹانگوں پر گولیاں مار دو یا میکسیکو بارڈر کی باڑ پر کرنٹ چھوڑ دو۔ امریکی صدور اس طرح کے کارڈ استعمال کرتے ہیں۔ افغان طالبان کا ایک بہت بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے دنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کے لیے جہاد فی سبیل اللہ کی روشنی چھوڑی ہے جس سے کشمیر یا فلسطین کے مسلمان فائدہ اٹھا سکتے ہیں کہ آپ اپنے سے بڑی طاقت کو اللہ تعالیٰ کی مدد اور اس پر توکل کرتے ہوئے شکست دے سکتے ہیں یا کم از کم اس صورت حال میں لا سکتے ہیں کہ آپ کے حقوق نہ غصب ہو سکیں۔ امریکہ، اسرائیل اور انڈیا اپنے ایجنڈے کی تکمیل کے لیے کوشش ضرور کریں گے۔ اگلے الیکشن میں ٹرمپ ہوگا یا نہیں ہوگا لیکن امریکہ میں خالص جمہوریت کا نظام نہیں ہے اور اس کا سب سے بڑا ثبوت خود ٹرمپ کا صدر بن جانا ہے۔ وہاں اسٹیبلشمنٹ اور ڈیپ سٹیٹ کا کردار بہت زیادہ ہے۔ پچھلے الیکشن میں سارے پولز، میڈیا وغیرہ یہی ظاہر کر رہے تھے کہ ہیلری کلنٹن صدر بنے گی۔ بہر حال لگتا یہی ہے کہ ٹرمپ افغان مذاکرات کو کارڈ کے طور پر استعمال کرے گا۔

سوال: افغان طالبان کی کامیابی میں پاکستان کی عوام اور حکمرانوں کے لیے کیا سبق ہے؟

ایوب بیگ مرزا: میں سمجھتا ہوں کہ اس میں مسلمانان پاکستان و حکمرانوں کے لیے بہت بڑا اسبق ہے کہ جب کوئی قوم اپنا تعلق اللہ کے ساتھ جوڑ لیتی ہے۔ یعنی اللہ کو ماننے کے ساتھ ساتھ اللہ کی بھی مانتی ہے، اللہ کے رسول ﷺ کی سنت کو دانتوں سے پکڑتی ہے، آپ ﷺ کے اسوہ کی پیروی پورے جذبے کے ساتھ کرتی ہے، دنیا کو عارضی سمجھتی ہے اور آخرت کی اصل زندگی کی فلاح کے لیے جدوجہد کرتی ہے تو اللہ ایسی قوم کو اس دنیا اور آخرت دونوں میں سرخرو کرتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ پر توکل ہی ہے جس کی بنیاد پر افغان طالبان امریکہ جیسی قوت سے ٹکرائے ہیں۔ یقیناً دنیوی ساز وسامان او رمہلک جنگی اسلحہ کی حیثیت اپنی جگہ ہے لیکن جب آپ پوری کائنات کی سپریم طاقت سے اپنا تعلق جوڑ لیں گے تو باطل قوتیں اپنی جدید ٹیکنالوجی اور اسلحہ کے ساتھ آپ کے پاؤں میں آ گریں گی۔ اس لیے کہ آپ نے اس ہستی سے اپنا رشتہ جوڑا ہے جس نے ان شیطانی قوتوں کو بھی تھوڑا سا علم دے دیا ہے جس سے وہ پھولے نہیں سما رہے ہیں۔ اس میں ہمارے لیے یہی سبق ہے کہ ہم تمام جنگی وسائل اور ہتھیار حاصل کریں لیکن ان مادی وسائل پر بھروسا ہرگز نہ کریں۔ میں تو کہتا ہوں کہ اگر کسی مسلمان قوم کا مقابلہ کمزور کافر فوج سے بھی ہو تب بھی وہ نہ سمجھے کہ ہمارے لیے ان پر غلبہ حاصل کرنا بڑا آسان ہے بلکہ اس موقع پر بھی انہیں اللہ پر توکل کرنا چاہیے اور سمجھنا چاہیے کہ جب تک ہمارے ساتھ اللہ کی مدد شامل نہ ہوگی ہم غلبہ نہیں حاصل کر سکتے۔ اسلامی تاریخ میں ایسی بہت سی مثالیں موجود ہیں کہ جب کبھی مسلمانوں نے بھی صرف اپنی طاقت پر غرور کیا اور دشمن کو ہلکا جانا تو انہیں پسپائی اختیار کرنی پڑی اور اللہ نے انہیں دکھا دیا کہ جب تک میری پشت پناہی تمہیں حاصل نہیں ہوگی اس وقت تک تم کامیاب نہیں ہو سکتے۔ ہمارے لیے سبق یہی ہے کہ ہم اپنا تعلق انفرادی اور اجتماعی طور پر اللہ سے جوڑیں اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کی پیروی کریں۔ یہی طالبان کی کامیابی کا راز ہے۔

آصف حمید: قرآن مجید میں ارشاد ہے:

''کتنی مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ ایک چھوٹی جماعت بڑی جماعت پر غالب آ گئی اللہ کے حکم سے۔'' (البقرۃ:249)

(باقی صفحہ 18 پر)

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

تعلیم یافتہ لوگوں کو کیسے دعوت دیں؟

اسرار علی، کراچی

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم محمد ﷺ کو گواہی دینے والا، خوش خبری سنانے والا، آگاہ کرنے والا اور اللہ کی طرف دعوت دینے والا بنا کر دنیائے انسانیت کے لیے مبعوث فرمایا، چنانچہ آپ کی پوری پیغمبرانہ زندگی اس ذمہ داری کے احساس اور ادائیگی سے پُر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''اے نبی (ﷺ)! یقیناً ہم نے بھیجا ہے آپ کو گواہ بنا کر اور بشارت دینے والا اور خبردار کرنے والا، اور اللہ کی طرف بلانے والا اس کے حکم سے اور ایک روشن چراغ بنا کر۔'' (الاحزاب)

اسی طرح رسول ﷺ نے امت کو نصیحت وتذکیر کرتے ہوئے اللہ کی راہ میں مجاہدانہ زندگی گزاری۔ اس کے نتیجے میں پورا جزیرہ عرب عقیدہ توحید کا فرماں بردار وعلمبردار ہوگیا۔ اس کے ساتھ ہی آپ ﷺ نے اپنے پیچھے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک ایسی پاکیزہ جماعت چھوڑی جو آپ کے راستے اور طریقے پر تاحیات عمل پیرا رہی اور بالشت برابر بھی اس سے انحراف نہ کیا اور انفرادی و اجتماعی سطح پر اسلام کی روشنی کو جزیرہ عرب سے باہر لوگوں تک پہنچانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی، حتیٰ کہ خشکی اور صحرا کی بھی کوئی پروا نہ کی اور تبلیغ دین کی خاطر بے دریغ قربانی اور ایثار کا مظاہرہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ﴾

(آل عمران: 19)

''بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسلام ہی دین ہے''

''اور جو کوئی اسلام کے سوا کوئی اور دین اختیار کرنا چاہے گا تو وہ اس کی جانب سے قبول نہیں کیا جائے گا۔'' (آل عمران: 85)

''آج میں نے تمہارے لیئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت پوری کر دی اور اسلام کو دین کے طور پر پسند کر لیا'' (المائدہ: 3)

تمام انسانیت دعوت دین کی حقدار ہے:

ان آیات کو پڑھنے کے بعد یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو دینِ اسلام کے علاوہ کوئی دوسرا دین قبول نہیں ہے، ہر مسلمان کو اس بات کا پورا یقین ہونا چاہیے کہ اپنے طور طریقے اور افکار وادیان کے اختلاف کے باوجود تمام انسان اسلام کی دعوت کے حقدار ہیں، یہی دعوت تمام انبیاء اور رسل ﷺ نے اپنی اپنی قوم کو دی اور اس دعوت کے نتیجے میں انہوں نے طرح طرح کے مصائب جھیلے۔ اس بات پر پختہ یقین کہ اسلام ہی دین کامل ہے جو تمام شعبہ جات زندگی کو اپنے رنگ میں رنگنا چاہتا ہے، خواہ سماجی زندگی ہو یا معاشی یا سیاسی بالکل واضح طور پر ایک مسلمان کے ذہن پر نقش ہونا ضروری ہے۔ دین اسلام روئے زمین پر بسنے والی تمام لوگوں کے لیے خواہ وہ کالے ہوں یا گورے، عربی ہوں یا عجمی ایک عالمی پیغام ہے، انسان کا مرتبہ ومقام جو بھی ہو اور اس کا تعلیمی وسماجی رتبہ جیسا بھی ہو وہ دین اسلام سے بے نیاز نہیں ہوسکتا۔

اس کے ساتھ ہی یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ دعوت دین کا کام امت مسلمہ کے لیے شرف اور فضیلت کی بات ہے کیونکہ انسانیت کو صراط مستقیم کی دعوت دے کر انسان اپنا شمار اس عظیم مقصد میں کرواتا ہے جس کے لیے انبیاء اور رسل ﷺ کی بعثت عمل میں آئی اور اس ذمہ داری کی ادائیگی سے انسان اس بڑے مقصد اور شرط کی تکمیل کرتا ہے جس سے خیر امت کے مقام کو وابستہ کیا گیا ہے۔ اس کا لازمی نتیجہ ہے کہ امت مسلمہ کا ہر فرد انفرادی طور پر ذمہ دار ہے کہ دین اسلام کی دعوت کا فریضہ انجام دے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''تم وہ بہترین امت ہو جسے لوگوں کے لیے برپا کیا گیا ہے تم حکم کرتے ہو نیکی کا اور تم روکتے ہو بدی سے اور تم ایمان رکھتے ہو اللہ پر۔'' (آل عمران: 110)

دعوت دین کا طریقہ کیا ہے؟

اس طویل تمہید کے بعد فطری طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر دعوت دین کا طریقہ کیا ہے؟ یہ ایک طویل موضوع ہے ہم آج یہ بات کریں گے کہ دنیاوی تعلیم یافتہ ذہین لوگوں کو دعوت دین دیتے ہوئے کن چیزوں کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''(اے نبی ﷺ) دعوت دو اپنے ربّ کے راستہ کی طرف حکمت و دانائی کے ساتھ اور عمدہ وعظ ونصیحت کے ساتھ اور (ہٹ دھرمی، ضد اور حجتی) لوگوں کے ساتھ مجادلہ کرو اس طریق پر جو بہت ہی عمدہ ہو۔''

(سورہ نحل: 125)

ہر دور اور ہر معاشرے میں ایک داعی کو لوگوں کی مختلف سطحیں ملیں گی۔ ایک بلند سطح کے لوگ ہوتے ہیں یعنی دنیاوی تعلیم یافتہ ذہین لوگ جو اقلیت میں ہوتے ہیں۔ اسی کو intelligentsia بھی کہتے ہیں۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے ان کو اپنی کتابوں میں brain trust کہا ہے۔ یہ طبقہ اگرچہ قلیل ترین اقلیت میں ہوتا ہے لیکن معاشرے میں موثر ترین ہوتا ہے اور معاشرے کا رُخ متعین کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ جیسے انسان کے جسم میں دماغ ہے جو وزن کے لحاظ سے کم وبیش آدھا کلو ہوگا لیکن یہ اس کے پورے وجود کو کنٹرول کرتا ہے۔ ہاتھ پکڑ سکتا ہے لیکن کس شے کو پکڑے کس کو نہ پکڑے اس کا فیصلہ نہیں کر سکتا اس کا فیصلہ دماغ کرتا ہے۔ ٹانگیں اسے لے کر چل سکتی ہیں لیکن کس سمت میں چلیں، کس میں نہ چلیں اس کا فیصلہ دماغ کرتا ہے۔ اسی طرح معاشرے کا رُخ درحقیقت یہی ذہین اقلیت متعین کرتی ہے۔ ان کو جب تک دعوت دینے کا تقاضا دلیل کے ساتھ، برہان کے ساتھ پورا نہیں کیا جائے گا یہ طبقہ کوئی اثر قبول نہیں کرے گا۔

1۔ خود کو ایک نمونہ (Roll Model) کے طور پر پیش کرنا ہوگا۔

اس سلسلے میں رسول اکرم ﷺ کی حیاتِ مبارک ہمارے لیے بہترین نمونہ ہے، جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ آپ ﷺ مبعوث ہونے سے پہلے بھی صادق اور امین کی

حیثیت سے مشہور ومعروف تھے۔ یہی نہیں بلکہ آپ ﷺ کے اخلاقِ عالیہ کی گواہی خود قرآنِ حکیم میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے دی:

﴿وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ④﴾ (سورہ قلم:4)

''اور آپ (ﷺ) یقیناً اخلاق کے بلند ترین مرتبے پر فائز ہیں۔''

اسی طرح داعی کے قول وفعل کا تضاد اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے جیسا کہ سورۃ الصّف کی آیت نمبر 2اور 3میں وارد ہوا ہے

''اے مسلمانو! تم کیوں کہتے ہو وہ جو کرتے نہیں ہو؟ بڑی شدید بے زاری کی بات ہے اللہ کے نزدیک کہ تم وہ کہو جو تم کرتے نہیں۔''

اور سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر 44میں یہ بھی ارشاد فرمایا:

" کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور خود اپنے آپ کو بھول جاتے ہو؟ حالانکہ تم کتاب کی تلاوت کرتے ہو۔کیا تم عقل سے بالکل ہی کام نہیں لیتے ؟''

ایک مسلمان اور خاص طور پر ایسا آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے فہم وشعور کی نعمت سے نوازا ہے اس کی ذمہ داری ہے کہ اپنے علم اور غور وفکر سے مستفید ہو اور دوسروں کو بھی فائدہ پہنچائے۔اور اس میں کوئی دو رائے نہیں کہ چند اوصاف ایسے ہیں جن سے ایک مسلمان کا آراستہ ہونا نہایت ضروری ہے تاکہ اپنے دوسرے بھائیوں کے لیے وہ نمونہ بن سکے اور وہ جب اسے دیکھیں تو یہ محسوس کریں کہ یہ شخص ایک چلتا پھرتا قرآن ہے۔ان اوصاف میں سے بطور مثال ایک یہ بھی ہے کہ داعی اپنی زندگی کو دینِ اسلام کے احکام کا پابند بنائے اور اوامر ونواہی پر عمل کرنے کی بھرپور کوشش کرے۔اگر ایسا نہیں تو دنیاوی تعلیم یافتہ ذہین لوگ داعی کے قول اور فعل میں تضاد کو بہت جلدی محسوس کرلیں گے اور اس صورت میں داعی کی بات کو وزن نہیں دیا جائے گا، داعی کی دعوت کا اثر زائل ہوجائے گا۔

2۔دعوتی کام میں نرمی کا انداز اختیار کرے

دوسری انتہائی اہم بات یہ بھی ہے جس کی حیثیت داعی کے لیے بنیادی اور نازک محرک کی ہے، داعی اپنے دعوت دین کے کام میں خواہ کتابت، تصنیف وتالیف کا میدان ہو یا خطابت اور تقریر کا یا گفتگو، مذاکرہ اور علمی بحث ومباحثہ ہو۔ ہر کام میں نرمی کا انداز اختیار کرے، اپنے پیارے اسلوب سے بڑے سے بڑا ہدف اور مقصد کو کم سے کم خرچ، لاگت اور تھوڑے وقت میں حاصل کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ ایک آدمی جب اپنے خیالات ونظریات اور اصولی باتوں کو پُرکشش انداز میں بیان کرتا ہے جس سے کہ دوسرے کے دلوں میں اسلام کی لیے محبت پیدا کی جاسکے تو یقیناً وہ اس سے قریب ہوں گے اور نفرت کے راستے کو چھوڑیں گے۔اس طرح یہ بھی ایک اسلوب ہے کہ لوگوں کو ان کے شعور وعقل کے اعتبار سے مخاطب کیا جائے۔ چنانچہ عام لوگوں سے فلسفہ ومنطق کے انداز میں گفتگو نہ کی جائے اور نہ ہی لوگوں سے جذباتی انداز میں جو حجت اور عقلی دلیل سے خالی ہو گفتگو کی جائے۔

انسانی فطرت یہ ہے کہ آدمی اس سے محبت کرتا ہے جو اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے بلکہ بسا اوقات آدمی سخت انداز کے ردِعمل میں تکبر، ضد اور نفرت کرنے پر اتر آتا ہے، نرمی کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آدمی مداہنت، ریاکاری اور نفاق سے کام لے۔ بلکہ یہ نرمی، نصح وخیر خواہی اور بھلائی کی باتوں میں استعمال ہو جس سے کہ دلوں کے بند دروازے کھلیں اور سینے میں کشادگی پیدا ہو۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر موسیٰ وہارون علیہما السلام کو تلقین کرتے ہوئے فرمایا:

''تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ بے شک وہ سرکشی پر اتر آیا ہے اور اس سے نرم باتیں کرو تاکہ وہ نصیحت حاصل کرے یا اس کے دل میں ڈر پیدا ہو۔''(طٰہٰ:43،44)

اس حوالے سے ایک اہم بات جو ہم میں بکثرت پائی جاتی ہے اور وہ ہے دنیاوی علوم کو کمتر سمجھنا اور اس کا برملا اظہار کرنا اور مدعو کی ایمانی کمزوریوں کو ابتدا میں ہی نشانہ بنانا، یہ طرزِ عمل مدعو کو آپ سے دور کرسکتا ہے۔ مدعو کو ایک چھوٹے پودے کی طرح پہلے کم پانی اور آہستہ آہستہ زیادہ پانی یعنی ایمان کی حرارت منتقل کرنا ضروری ہے۔

3۔ مدعو کی پہچان اور اس کے نظریات، تصورات کی خرابی اور مسائل کی واقفیت حاصل کرنا۔

تیسری بات مدعو کی پہچان اور اس کے نظریات، تصورات کی خرابی اور مسائل کی واقفیت حاصل کرنا۔ یہ اس لیے ضروری ہے کہ اس طریقہ سے اس کے دل میں گھر کرنے کے لیے راستہ ہموار ہوتا ہے۔جس طرح ایک ڈاکٹر کا کام بیماری کی تشخیص کرنا اور پھر اس کے لیے دوا اور علاج پیش کرنا ہے اسی طرح ایک مسلمان کا کام لوگوں کے اندر پیدا ہونے والی روحانی بیماریوں کا سدباب کرنا ہے۔ اسے اس انتظار میں نہیں رہنا چاہیے کہ دوسرے لوگ اپنے علاج کے لیے اس کے پاس چل کر آئیں گے بلکہ اسے خود ہی ان کے پاس چل کر جانا چاہیے اور اس کے لیے خاص مواقع اور تقریبات جیسے شادی وغیرہ کا وقت منتخب کرنا چاہیے۔مثال کے طور پر ذہین لوگ فطری طور پر ستائش کو پسند کرتے ہیں، وہ بچہ جو شروع سے ہی اپنی کلاس میں اول آتا ہے اسے اپنا وجود دوسروں سے قابلِ محسوس کرنے کی عادت ہوتی ہے۔اس کے اندر موجود خود پسندی کو آہستہ آہستہ ختم کرنا انتہائی ضروری ہے۔ اسی طرح ذہین لوگ اگر کسی چیز کو آسانی سے حاصل کرلیں اور کسی کام میں محنت نہ کرنی پڑے تو وہ کام انہیں اہم محسوس نہیں ہوتا ہے۔ بہت جلد انہیں بڑی ذمہ داری یا اہم عہدہ دینا صحیح نہیں۔ انہیں محسوس ہونا چاہیے کہ وہ محنت کرکے کچھ حاصل کررہے ہیں۔

4۔ دعوتی موضوعات میں عقیدہ اسلامی کو بنیادی اہمیت دینا چاہیے

چوتھی بات موجودہ دنیاوی نظام تعلیم بڑی حد تک ملحدانہ نظریات اور مغربی ثقافت کا داعی ہے۔ایک داعی کے لیے نہایت ضروری ہے کہ دعوتی موضوعات میں عقیدہ اسلامی کو بنیادی اہمیت دے اور کوشش کرے کہ مدعو کے قلب وذہن میں ایمان باللہ کا بیج اچھی طرح بودے، اور یہ بھی کوشش کرے کہ مدعو کو یہ بات ذہن نشین کردے کہ اللہ ہی پیدا کرنے، روزی دینے، زندہ رکھنے اور موت سے دوچار کرنے والا ہے اور یہ بھی کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ہے اور حساب وکتاب بھی ہونے والا ہے جہاں نیکوکار اپنی نیکی کا اچھا بدلہ پائے گا اور بدکار اپنی بدی (بدکاری) کے برے نتیجہ سے دوچار ہوگا۔ اس لیے عقیدہ اسلامی کے بارے میں گفتگو کرنا اور اس کی روح اور لازمی وبنیادی امور کو اجاگر کرتے رہنا داعی کی دعوت کی بنیاد ہے اور یہ ایسی ذمہ داری ہے کہ اس کی طرف برابر توجہ دلانا ضروری ہے، اور کبھی بھی اس سے بے پرواہی نہیں برتنا چاہیے۔ کیونکہ دین اسلام میں اس کی حیثیت بنیادی ستون کی ہے۔ جب یہ

بنیاد مضبوط ہو جائے اور مدعو حضرات پورے طور پر قبول کر لیں تو پھر داعی کے لیے اسلامی احکام، تقاضے اور دیگر جزئیات سے مطمئن کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ یہ کرنا اس لیے بھی ضروری ہے کیونکہ ملحدانہ خیالات و موضوعات ہمارے اسکولنگ سسٹم میں انتہائی عام ہیں۔

اسی طرح اس کا بھی خاص خیال رکھنا چاہیے کہ ایک داعی جب مسلمانوں کی موجودہ صورتحال کے بارے میں گفتگو کرے تو اس کی پوری وضاحت کر دے کہ مسلمان آج جو مغلوبیت، پسماندگی اور آپسی اختلاف و انتشار کی زندگی جی رہے ہیں اس کی صرف ایک ہی وجہ ہے اور وہ اسلام اور اسلامی تعلیمات سے دوری نہ کہ مغرب کی دنیاوی علوم میں ترقی۔ اور اس میں کوئی شک کی گنجائش نہیں کہ مدعو کو جب عقیدہ اسلامی کی بنیادوں کا پورا شعور ہو جائے اور وہ کلمہ توحید لا الٰہ الا اللہ کی شرائط سے پوری طرح واقف ہو جائے تو پھر اسے دیگر اسلامی اصول اور اس کی تعلیمات سے آگاہ کرنا نہ صرف یہ کہ آسان ہو جائے گا بلکہ یہ چیز اسے قرآن کریم کے زبانی یاد کرنے میں بھی مدد کرے گی۔

5۔ جلد بازی سے ہرگز کام نہ لینا جائے۔

پانچویں بات مسلمان کو دعوتی کام میں تاکیدی طور پر صبر کا حکم دیا گیا ہے اسے اپنی دعوتی کوششوں کے ثمرات و نتائج دیکھنے کے لیے جلد بازی سے ہرگز کام نہ لینا چاہیے۔ اور اسی طرح اسے ناامیدی اور کسی وہم اور غلط فہمی کا بھی شکار نہیں ہونا چاہیے کہ اس کی کوششیں بار آور نہیں ہو رہی ہیں اور اس دعوتی کام میں صبر کا لازمی تقاضا ہے کہ جہاں نصیحت کرنا ضروری ہے ہو وہاں اس میں کوئی کمی کوتاہی نہ برتے اور ایسے موقع پر حق بات ہی فائدہ مند ثابت ہوتی ہے جو بے باکانہ انداز میں کہی جائے۔ ابتدائی وحی میں رسول اللہ کو دعوتِ دین کے ساتھ ساتھ صبر کرنے کا بھی حکم ہوا اور فرمایا گیا:

''اے کمبل میں لپٹ کر لیٹنے والے (ﷺ)، آپ اٹھئے اور (لوگوں کو) خبردار کیجیے۔ اور اپنے رب کی بڑائی کیجیے! اور اپنے کپڑوں کو صاف رکھنے کا اہتمام کیجیے۔ اور ہر قسم کی گندگی سے دور رہیے۔ اور زیادہ لینے کے لیے کسی پر احسان نہ کیجیے۔ اور اپنے رب کے لیے صبر کیجیے۔'' (سورۃ المدثر)

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

''کسی شخص کو صبر سے بہتر اور بڑا کوئی انعام عطا نہیں ہوا۔''

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

''اور آپ (ﷺ) کہہ دیجیے کہ یہی حق ہے تمہارے رب کی طرف سے، تو اب جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے۔'' (سورہ کہف:29)

6۔ ایک مسلمان سے اللہ کی راہ میں قربانی مطلوب ہے

چھٹی بات ایک مسلمان سے اللہ کی راہ میں قربانی مطلوب ہے۔ وقت کی قربانی، محنت اور جدوجہد کی قربانی، ذہن کو دین کے لیے وقف کرنے کی قربانی، سماجی مقام و منصب کی قربانی، اپنے روشن مستقبل اور کیریئر کی قربانی، ارمانوں و آرزوؤں اور امیدوں کی قربانی۔ اپنی ان تمام محبوب چیزوں کی قربانی میں سلف صالحین کو نمونہ بنانا چاہیے۔ جنہوں نے دعوت کی راہ میں قربانی کی یادگار اور خوشگوار مثالیں قائم کیں ہیں۔ اس لیے خلف اور بعد کی نسل کی لیے یہی بہتر ہے کہ اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلنے کی کوششیں کریں، مسلمانوں کو تاریخ میں اپنا نام درج کرانے کے لیے ضروری ہے کہ قربانی کی صفت اپنے اندر پیدا کریں، کیونکہ اس صفت سے خالی ہونے کا صاف مطلب ہے کہ ان کے اندر دنیا کی حقیر چیز کے لیے دل میں تڑپ پیدا ہوگئی ہے۔

قربانی کا تقاضا یہ ہے کہ آدمی اسلام کے مفاد کو اپنی ہر چیز پر ترجیح دے خواہ حالات جیسے بھی ہوں۔ کاروبار، خرید و فروخت اسے اللہ کی یاد، نماز قائم کرنے اور اللہ کی راہ میں جہاد سے غافل نہیں کر سکتے۔ مسلمانوں کے دلوں میں دینی جذبے کی کوئی کمی نہیں ہے اور اسی طرح دنیا کے اندر اسلام جس تخریب کاری اور گمراہ کن پروپیگنڈہ سے دوچار ہے اس سے بھی وہ خوش نہیں ہیں، اسلام کے لیے ان کے دلوں میں تڑپ ہے مگر انہیں ایسے داعی کی ضرورت ہے جو انہیں صحیح رہنمائی کر سکے اور صراط مستقیم کھول کھول کر بیان کر سکے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْيَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۱۶۲﴾ (الانعام)

''آپ فرما دیجیے کہ بے شک میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا سب خالص اللہ ہی کے لیے ہے جو سارے جہاں کا مالک ہے۔''

نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ:

''بے شک اللہ تمہارے جسموں اور تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔''

(صحیح مسلم)

یہ وہ چند نکات ہیں اگر ہم خود کو ان صفات کا حامل بنالیں تو ہمارے لیے دعوتی کام کرنا آسان ہوگا۔ معاشرے کا ذہین طبقہ دین کو قبول کرے گا اور ان شاء اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے دین کے غلبہ کی راہ ہموار ہوگی۔

اللہ ہمیں اپنے دین کے لیے تن من دھن لگانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین!

❁❁❁

ضرورت رشتہ

☆ کشمیری فیملی کی بیٹی، عمر 21 سال، تعلیم بی اے، ایم ایس سی جاری کے لیے دینی مزاج کے حامل، برسر روزگار تعلیم یافتہ لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0333-8417828

☆ لاہور میں رہائش پذیر ہاشمی فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 25 سال، تعلیم ایم بی اے کے لیے دینی مزاج کے حامل، برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0300-4009979

☆ لاہور گلشن راوی میں مقیم ایک راجپوت فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 34 سال، قد 5.5، خوبصورت و سیرت تعلیم پی ایچ ڈی (ریاضی)، صوم وصلوٰۃ کی پابند، امورِ خانہ داری میں ماہر کے لیے ہم پلہ نیک اور شریف گھرانے سے برسر روزگار بچے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0321-3547850

☆ گلشن راوی لاہور میں مقیم آرائیں فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 32 سال، قد 5.5، خوبصورت، خوب سیرت، تعلیم ایم ایس سی سٹیٹ پنجاب یونیورسٹی، صوم وصلوٰۃ کی پابند، امور خانہ داری میں ماہر کے لیے ہم پلہ، نیک اور شریف گھرانے سے برسر روزگار بچے کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں۔

برائے رابطہ: 0332-4616484

اک دم زمیں پر آ رہے

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

دو مہینے گزر گئے، عملاً حقیقتاً کشمیر پر پیش رفت نہ ہوسکی۔ زمینی حقائق تلخ تر، خوفناک تر ہیں۔ بھارتی ہٹ دھرمی، بین الاقوامی بے حسی جوں کی توں ہے۔ مرے کام کچھ نہ آیا یہ کمال نے نوازی! اس سے بڑھ کر ہماری کمزوری کیا ہوگی کہ ہم بروقت یو این حقوق انسانی کونسل میں صدائے احتجاج بلند کرنے کو قرار داد کے لیے مبلغ 15 ووٹ تک پشت پناہی کو حاصل نہ کرسکے، باوجودیکہ درجن ممالک تو صرف او آئی سی ہی کے تھے۔ کشمیر پر تکلیف دہ عالمی تنہائی کا سامنا ہے۔ صرف بیانات، میڈیا کوریج، دنیا بھر میں وزیراعظم کی تقریر سراہا جانا تو کشمیریوں کے سیاہ دنوں کی چھائی کرفیو زدہ تاریکی دور کرنے کو کافی نہیں۔ ہر خبر پہلے سے اذیت ناک ہے۔ اسرائیل کے نقش قدم پر، پتھر مارنے والے 9، 10 سال کے بچوں کو بھی گرفتار کرلیا ہے۔ تاحال 144 بچے زیرحراست ہیں جن میں سے 60 بچوں کی عمر 15 سال سے کم ہے۔ دو مہینے میں کیے گئے مظاہرے، جلسے، جلوس، تقاریر (ہر فورم پر، ملکوں ملکوں) بالکل عبث، بے سود گئے۔ کشمیری شہید کیے جا رہے ہیں۔ لائن آف کنٹرول پر بھارتی جارحیت اور شہادتیں جاری ہیں۔ ہم کرتارپور راہداری سے تعلقات سازگار کرکے باہمی گفت وشنید کا دروازہ کھولنا چاہتے ہیں۔ ادھر سے کڑوا کسیلا ردعمل۔ سابق وزیراعظم من موہن سنگھ نے متوقع دعوت نامہ رد کرکے جواب میں دے مارا۔

کشمیر پر مذاکرات کا کیا سوال اس مسموم فضا میں؟ اقوام متحدہ کا فورم بھی آزمایا گیا۔ اس سوراخ سے مسلمان ہزاروں مرتبہ بلا مبالغہ ڈسے جا چکے۔ عالم کفر خاموش تماشائی، پتھر کے بت بنے بیٹھے دیکھے جا سکتے ہیں۔ قتل عام کہاں کہاں نہ ہوا۔ صابرہ شتیلہ (فلسطینی) کیمپوں میں، بوسنیا، کسووا چیچنیا میں، افغانستان عراق میں آزمائے گئے ہر نوعیت (بشمول فاسفورس، ڈیپلیٹڈ یورینیم بم) کے میزائل، روہنگیا پر ٹوٹی قیامت، گجرات (بھارت) میں قتل عام، صومالیہ، یمن، سوڈان میں تباہی، شام میں خوفناک کیمیائی حملے۔ (پورا ملک اجاڑنے کے علاوہ) دنیا نے ہمیں کیا دیا؟ تمام مسلمان ممالک پر حکمران اسی بنیاد پر کرسیوں پر بٹھائے گئے ہیں کہ وہ بہرصورت اپنے عوام کو احیائے اسلام، جہاد سے بچا کر غلامی پر رضا مند رکھیں گے۔ ان کے وسائل لوٹے، جنگیں انتشار مسلط کیا گیا۔ صرف شام میں مثال باپ بیٹے کی دیکھیے۔ حافظ الاسد اور بشار الاسد کی 50 سالہ شخصی آمریت (1971-2019ء) کے دوران خون میں نہائے عوام! اسلام پسندوں سے نمٹنا ان کی ذمہ داری ہے۔ ٹرمپ نے حالیہ G-7 لیڈروں کے اکٹھ میں مصری فرعون السیسی بارے پوچھا۔ 'وہ میرا محبوب ترین ڈکٹیٹر کہاں ہے؟' (مصر کی منتخب مقبول حکومت الٹ کر جس نے اخوان کی شاندار باکردار قیادت اور کارکنان کچل کر رکھ دیئے۔) گزشتہ ساٹھ، ستر سالوں کی مسلم دنیا کی قیادتوں کی کہانیاں نکال کر پڑھ دیکھیے۔ مالی، اخلاقی، ایمانی بداطواری بدعنوانی بدکرداری کے متعفن جابر نمونے نسل در نسل حکمران رہلوٹ مار کی ہوش ربا داستانیں لیے۔

یہ صرف اس دور کے اشرف غنی، السیسی نہیں، پوری مسلم دنیا گلے سڑے فاسد نظاموں میں پلتے پنپتے اژدھوں مگرمچھوں کی آماجگاہ رہی ہے۔ مغربی دنیا یوں تو دردمندی کے اس معیار پر ہے کہ خبر ملاحظہ فرمائیے۔ آسٹریلیا میں پالتو کتے کے ساتھ دن میں ایک بار باہر نکال کر نہ گھومنے پر 2700 ڈالر تک جرمانہ ہوسکتا ہے۔ جانوروں کی فلاح و بہبود کے ترمیمی بل میں، مناسب خوراک، رہائش کا اہتمام نہ کرنے پر جرمانہ ہوگا۔ تاہم کشمیری تو انسان ہیں! سو دو مہینے کا کرفیو۔ خوراک، طبی سہولتیں، پانی، تازہ ہوا، ضروریات زندگی؟ کوئی ترمیمی بل؟ آج کی سگ پرست، کتا دوست، مسلم کش دنیا! راستہ کیا ہے؟ 18 سال امریکہ کی بندگی میں ہمارا بھلا نہ ہوا۔ ہم خود سمجھنا نہیں چاہتے۔ کیونکہ حل جہاد ہے! افغانستان کی کہانی ہمارے صحن میں اتری کھڑی ہے۔ مگر 'ھُو کُرہٌ لکُم' وہی تمہیں ناگوار ہے! ناپسند ہے۔ حب الدنیا، کراهية الموت کے مارے ہوئے۔ ہم تو ایٹمی قوت اور مضبوط فوج کے حامل ہیں۔ نہتے طالبان نے 49 ممالک بھر کی فوجوں کے مقابل جہاد فی سبیل اللہ کا رکن دین دانتوں سے پکڑ لیا۔ برسرزمین وہ سب معجزات ہوئے جو اسلامی تاریخ میں بدر تا فتح قسطنطنیہ ہوئے!

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی!

آپ کو اگر سمجھ نہیں آتی تو امریکہ سے پوچھ دیکھیے۔ جو تڑپ تڑپ کر مدارس، علماء، قرآن، راسخ العقیدہ مسلمانوں کے درپے ہے تو کیوں؟ کفر کا سر توڑنے کا ایک فارمولا ان کے پاس ہے جو ہر مسلمان کو ایٹم بم بنا دیتا ہے! مدرسوں میں جو قوم پل رہی ہے اس سے انہیں ڈر ہے کہ وہ پھر نہ طالبان بن جائے اس کا کمپیوٹر سے دَف مارو! گورے نے جو پانی کی طرح مسلم نوجوانوں کا اخلاق، کردار، تعلیم کھوکھلا کرنے پر پیسہ بہایا۔ موبائل، لیپ ٹاپ کی فراوانی مجانی۔ مدرسہ ڈسکورسز کے تحت ہونے والی ورکشاپوں کے ملکینک، انجینئرز کے ہاتھوں اختلاط، فائیو سٹار ہوٹلوں کی سیروتفریح سے دف مارنے ہی کے انتظام کرتے دیوانے ہوگئے۔

جہاد سے بچتے بچاتے ہمارا حال کشمیر پر بنی اسرائیل والا ہوگیا۔ جب وہ جہاد کے خوف سے بے دم ہو کر بیٹھ رہے تو دشت فاران سے فلسطین کا مختصر سا فاصلہ طے کرتے 40 سال لگ گئے۔ لمحوں کی خطا صدیوں کی سزا مسلط کرسکتی ہے۔ (المائدہ:26) ہم 72 سال سے یہ منزل سر نہ کر پائے۔ امریکی برطانوی جھوٹی یقین دہانیوں پر ہاتھ آئے نادر مواقع ضائع کئے۔ پہلے ہم نے افغانستان پر یہ پالیسی بنائی کہ امریکہ اگرچہ برادر ملک پر حملہ آور ہے (بہ زبان بنی اسرائیل: ہم میں اس کے لشکروں کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں۔ البقرۃ:249) مگر ہم اس کے فرنٹ لائن اتحادی ہیں۔ جو کوئی سرحد پار کر کے امریکہ کے خلاف عازم جہاد ہوگا، پاکستان دشمن اور دہشت گرد ہوگا۔ سو ہم نے وہ سبھی کچھ کیا، جو ہم سبھی جانتے ہیں کہ کیا کچھ کر گزرے۔ کشمیری جہادی گروپوں کو بھی تنبیہ کردی کہ افغانستان کی طرف رخ کیا تو کشمیر سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔ جنوری 2002ء میں امریکہ نے ہم پر کشمیر پالیسی پر مکمل یوٹرن کا دباؤ ڈال کر ہمیں 1978ء کی (قبل از کشمیر انتفاضہ) پوزیشن پر مجبور کردیا۔ ہم بھارت کی خوشنودی کے لیے امن کی آشا کے راگ الاپنے تک جا

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(3 تا 9 اکتوبر 2019ء)

جمعرات (3 اکتوبر) کو صبح 9 بجے ''دارالاسلام'' (مرکز تنظیم اسلامی) میں مرکزی مجلس عاملہ کے ہفتہ وار اجلاس میں شرکت کی' جو ظہر تک جاری رہا۔ جمعہ (4 اکتوبر) کو قرآن اکیڈمی میں معمول کی مصروفیات رہیں اور ہفتہ وار پریس ریلیز جاری کی۔ ہفتہ (5 اکتوبر) کو قرآن اکیڈمی میں دن 11:15 بجے حلقہ پنجاب جنوبی کے ایک رفیق سے ملاقات کی جو کہ دن ایک بجے تک جاری رہی۔ اس ملاقات میں مختلف تنظیمی امور پر گفتگو رہی۔ اتوار (6 اکتوبر) کو صبح 10:30 بجے قرآن آڈیٹوریم میں تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام ایک سیمینار کی صدارت کی جس کا عنوان ''پاک بھارت جنگ......امکانات، توقعات وخدشات'' تھا۔ آخر میں صدارتی خطاب بھی کیا۔

پیر (7 اکتوبر) کو قرآن اکیڈمی میں دفتری امور نمٹائے۔ منگل (8 اکتوبر) کو صبح 10:00 بجے دارالاسلام مرکز تنظیم اسلامی میں مرکزی مجلس عاملہ کے ایک خصوصی اجلاس میں شرکت کی جو کہ ظہر تک جاری رہا۔ بدھ (9 اکتوبر) قرآن اکیڈمی میں معمول کی مصروفیات رہیں۔ اسی دن تقریباً شام 5:00 بجے اسلام آباد کے لیے روانگی ہوئی۔

پریس ریلیز 11 اکتوبر 2019ء

سعودی عرب ایران تنازعہ میں پاکستان کا ثالثی کا کردار انتہائی خوش آئند ہے

مسلم ممالک آپس میں اتحاد واتفاق پیدا کریں تاکہ غیروں کی سازشوں کا موثر مقابلہ کرسکیں

حافظ عاکف سعید

یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے ایک بیان میں کہی۔ اُنھوں نے کہا کہ عالمی طاقتوں خصوصاً امریکہ، اسرائیل اور انڈیا کا ابلیسی اتحادِ ثلاثہ مسلمان ممالک کو آپس میں لڑا کر اپنے مذموم عزائم کی تکمیل چاہتا ہے اور بدقسمتی سے مسلم حکمران اپنی لاعلمی اور نااہلی کی وجہ سے ان کے ہاتھوں میں کھیل رہے ہیں اور خود ہی اُمت کے اجتماعی مفادات کے خلاف سرگرم ہیں۔ ہمارے نزدیک پاکستان کو ثالثی کے اس کردار کے لیے بہت جانفشانی سے کوشش اور محنت کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ اس وقت امت کے اتحاد میں ہی پاکستان کا مفاد بھی مضمر ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مسلمان ممالک متحد ہو کر ہی اسلام دشمن قوتوں کے عزائم کو خاک میں ملاسکیں گے۔

شام کی تازہ ترین صورتِ حال اور ترکی کی طرف سے شام میں جاری فوجی آپریشن پر تبصرہ کرتے ہوئے اُنھوں نے کہا کہ عالمی طاقتوں نے شام میں خانہ جنگی اور انتشار پیدا کر کے بہت حد تک اپنے مقاصد حاصل کر لیے ہیں اور مزید مذموم مقاصد کے حصول کے لیے وہاں اب مسلم ممالک کو آپس میں اُلجھانا اور لڑانا چاہتی ہیں۔ اُنھوں نے کہا کہ ہم ترکی کی حکومت کو مسلمان ہونے کے ناطے مشورہ دیں گے کہ وہ اپنے مسلم کرد بھائیوں کے حوالے سے عفو ودرگزر سے کام لیں اور اندھی طاقت کے استعمال کی بجائے بات چیت کے ذریعے مسائل کا حل ڈھونڈیں۔ حقیقت یہ ہے کہ غیر مسلم قوتوں خصوصاً امریکہ اور اسرائیل کا کسی بھی معاملے میں اعتبار نہیں کیا جاسکتا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلم ممالک آپس میں اتحاد واتفاق پیدا کریں تاکہ غیروں کی سازشوں کا موثر مقابلہ کرسکیں اور بحیثیت مسلمان اپنے اصل نصب العین یعنی اسلامی نظام کے قیام کی بھرپور جدوجہد کریں تاکہ اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت شامل حال ہو اور ہم دنیا وآخرت میں سرخرو ہوسکیں۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت، تنظیم اسلامی)

پہنچے۔ آج ہاتھوں کی لگائی گرہیں، دانتوں سے کھولنے کا وقت آ گیا۔ اب کشمیریوں کو سرحد عبور کرنے سے باز رہنے کے وزیراعظم کے پیغام کو امریکہ نے کتنا سراہا ہے، سبھی نے دیکھ لیا۔ کہانی پھر وہی ہے۔ فرق یہ ہے کہ کشمیر کو بھارت کے جبر تلے 9 لاکھ فوج کا سامنا ہے اور پاکستان کی حیثیت بمنزلہ باپ کے ہے۔ جب کہ افغانستان سپر پاورز کے سر توڑنے میں خود کفیل اور تجربہ کار ہے۔ افغانستان سے بے وفائی، مسلم اخوت سے غداری نے سارا نقصان ہمارا ہی کیا۔

2001ء سے چل کر ہم 2019ء تک آن پہنچے۔ قرضوں کے ریکارڈ توڑ بوجھ، معاشی، سیاسی ابتری، اخلاقی بحران اپنی انتہاؤں کو چھو رہا ہے۔ منظر یہ ہے کہ سربراہ طالبان ٹیم ملا برادر وہی ہیں جنہیں ہم نے سی آئی اے کے ساتھ مل کر فروری 2010ء میں گرفتار کیا تھا۔ 2018ء میں امریکہ کے کہنے پر مذاکرات کے لیے چھوڑا تھا، آج سپر پاور کے آگے وہ سربلند وسرخرو ہو کر فاتح بنے اسلام آباد آئے ہیں۔ صرف ایک تصویر (ڈان، 2 اکتوبر) امریکی نمائندے زلمے خلیل زاد کی دیکھ لیجیے۔ تشویش زدہ، مایوس، بددل، متوحش! مانند ہالبروک! دوسری جانب گیارہ طالبان مجاہد (اے ایف پی نے انہیں باغی، شورش پسند اور جنگجو لکھا۔) اور ملا برادر سکینت، توکل، ٹھہراؤ، آسودگی، قرار و اطمینان مجسم! پاکستان کی ثالثی سے مذاکرات کی بحالی مطلوب ہے۔ تاہم زبان وبیان میں امریکہ نہایت احتیاط برت رہا ہے۔ گومگو رکھی جارہی ہے تاکہ عزت پر آنچ نہ آئے۔ جبکہ طالبان کا مؤقف واضح، کھرا اور دوٹوک ہے۔ پاکستان بارے سوال کے جواب میں بھی طالبان نے بتایا کہ ہم یہاں حکام کے ساتھ تجارت، افغان مہاجرین اور ویزہ سہولیات بارے بات چیت کر رہے ہیں! افغان عوام پر حکمران کون ہے؟ وہاں انتخابی جوتیوں میں بٹتی دال؟ جس کا نتیجہ 3 ہفتوں تک متوقع ہے۔ کمترین شرح ووٹ (صرف 20 فیصد مع جعلی ووٹ) رہی ہے۔ یعنی جو جیتے گا، وہ گیارہ فیصد افغانوں کا نمائندہ ہوگا۔ ادھر عوام کی بہبود کے معاملات طے کرتے مردِ میدان! جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے!

طاقت کے پیکر ہو کے شل اک دم زمیں پر آ رہے
جو رب بنے بیٹھے تھے کل اک دم زمیں پر آ رہے
افلاک بوس اونچے محل اک دم زمیں پر آ رہے
دانشوروں کے دل کے دَل اک دم زمیں پر آ رہے

❁❁❁

سیمینار: پاک بھارت جنگ!
امکانات، توقعات و خدشات

احمد علی محمودی

تنظیم اسلامی پاکستان کے زیر اہتمام ''پاک بھارت جنگ: امکانات، توقعات وخدشات'' کے عنوان سے ایک سیمینار 6 اکتوبر 2019ء کو قرآن آڈیٹوریم، گارڈن ٹاؤن، لاہور میں زیر صدارت امیر تنظیم اسلامی پاکستان جناب حافظ عاکف سعید منعقد ہوا۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض جناب عطاء الرحمن عارف نے ادا کیے۔ سیمینار میں رفقاء واحباب کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ پروگرام کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا، جس کی سعادت جناب قاری احمد ہاشمی نے حاصل کی۔ اس کے بعد سید محمد کلیم شاہ نے نعت رسول مقبول ﷺ پیش کی اور کلام اقبال پڑھ کر سنایا۔ سیمینار سے مقررین نے اپنے جن خیالات کا اظہار کیا، اس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

حافظ عاکف سعید (امیر تنظیم اسلامی پاکستان)

قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ﴿وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ﴾ ''اے مسلمانو! گھبرانا نہیں ہے، کم ہمت مت ہونا تم ہی غالب اور سربلند ہو گے اگر تم واقعی مومن ہو۔'' یہ اللہ کا وعدہ ہے، آنحضور ﷺ کی سیرت میں بھی رہنمائی موجود ہے، ایک ہزار کا لشکر کیل کانٹے سے لیس، آپ کے مقابلے میں آیا تھا اور آنحضور ﷺ کے ساتھ 313 جانثار ساتھی تھے، اور وہ بالکل ہتھیاروں سے محروم اور نہتے تھے، پورے لشکر میں آٹھ تلواریں تھیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے کیسی شاندار فتح عطا فرمائی، اس لیے کہ وہ علی کل شی ءقدیر ہے، وہ سب کچھ کر سکتا ہے، ان کنتم مؤمنین اگر تم ایمان کے تقاضوں کو پورا کرو، وہ ایمان کے تقاضے کون سے ہیں؟ الحمدللہ! ہم مسلمان ہیں، پاکستان اسلام کے نام پر بنا ہے، ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ پاکستان کے بنتے ہی اللہ کے دین کو قائم اور نافذ کیا جاتا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خصوصی تائید تھی کہ پاکستان بنا، آپ بہتر جانتے ہیں کہ قیام پاکستان کے وقت کیا حالات تھے، انگریز مخالف، ہندو مخالف اور مسلم لیگ کی حیثیت کیا تھی؟ اس سب کے باوجود پاکستان بنا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت عطا کی اور یہاں پر ہم چھیانوے فیصد مسلمان بستے ہیں۔ لیکن آج تک ہم نے اس دھرتی پر اللہ کے دین کو قائم نہیں کیا، نہ صرف قائم نہیں کیا بلکہ اللہ کے خلاف ہم نے باقاعدہ جنگ چھیڑی ہوئی ہے۔ قرآن کریم میں جس گناہ پر سب سے زیادہ سخت الفاظ آئے ہیں وہ سود کا گناہ ہے۔ فرمایا کہ اگر تم سود سے باز نہیں آتے تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔ لیکن ہم پوری ڈھٹائی کے ساتھ اس نظام کو پھیلا بھی رہے ہیں اور عمل بھی کر رہے ہیں۔ ہمارا پورا نظام سودی معیشت پر استوار ہے حالانکہ اس سے پہلے آدھا ملک ہم سے ٹوٹ چکا ہے، بدترین دشمن کے ہاتھوں ہمیں شکست کا سامنا کرنا پڑا ہے، اس سے بھی ہم نے سبق نہیں سیکھا، اس وقت پھر معاشی اعتبار سے ہم ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف کے غلام ہیں۔ اللہ نے ہم سے وعدہ کیا تھا کہ میں تمہاری مدد ضرور کروں گا ان تنصروا اللہ...... مسلمان تب سربلند ہوں گے، جب وہ دین اور اللہ کے سچے وفادار بنیں گے۔ انڈیا کے حوالہ سے بھی خدشات ہیں کہ وہ بڑی قوت ہے۔ لیکن اصل میں مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہماری توجہ یہ ہونی چاہیے کہ اس ملک کو اللہ کے دین کا صحیح معنوں میں ایک نمونہ بنایا جائے۔ قائداعظم کے الفاظ میں کہ ہم وہ نظام لائیں گے جو پوری دنیا میں ایک نمونہ بنے۔ انہوں نے خلافت کے نظام کی بات کی تھی، لیکن وہ منزل دور سے دور نظر ہوتی جا رہی ہے۔ لہٰذا اللہ کی مدد بھی ہمارے ساتھ نہیں ہے، یہ مدد تب ہمارے شامل حال ہو گی جب ہم اللہ کے وفادار بنیں گے، تو پھر انڈیا کیا دنیا کی بڑی بڑی سپر طاقتوں کی کوئی حیثیت نہیں ہو گی۔ بصورت دیگر شدید اندیشہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کا کوئی اور کوڑا ہم پر نہ آ برسے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے انجام سے بچائے اور صحیح راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

خورشید محمود قصوری (سابق وزیر خارجہ) کشمیر کی تحریک جس نہج پر پہنچ گئی ہے، یہ تحریک اب دبنے والی نہیں ہے۔ بھارت کشمیریوں کو فوج کے ذریعے نہیں دبا سکتا، ہندوستان میں کہرام برپا ہے، بین الاقوامی طور پر بھارت پر لعنت پڑ رہی ہے۔ کشمیر میں آخر کتنی دیر تک آٹھ دس لاکھ فوج تعینات رہے گی، کیا مودی نے کشمیر یا ہندوستان میں جو ظلم کیا ہے، یہ بچ جائے گا۔ مودی نے وہ کام کیا ہے جو اب تک کوئی نہ کر سکا، پہلے کشمیری منقسم تھے مگر اب بھارت کی نفرت نے سب کو یکجا کر دیا ہے۔ بھارت کہتا تھا کہ کشمیر میرا اندرونی معاملہ ہے، دنیا نے کہا کہ یہ تمہارا اندرونی معاملہ نہیں ہے، اس کے نتائج بین الاقوامی ہیں۔

ہم نے اپنے ملک کے اندر اتحاد پیدا کرنا ہے، پاکستان کو مضبوط کرنا ہے، اگر پاک بھارت جنگ ہوئی تو پورے خطہ اور دنیا پر اس کے اثرات مرتب ہوں گے، یہ ایک لمبی جنگ ہو گی۔ سلامتی کونسل میں وہ کچھ ہو گیا جو پچھلے پچاس سالوں میں نہیں ہوا تھا، سازش ہو رہی تھی کہ مسئلہ کشمیر کو اقوام متحدہ کے ایجنڈے سے ہی نکال دیا جائے، ہم نے بہت سے ممالک کو اکٹھا کیا، سفارتی سطح پر کشمیر کو اقوام متحدہ کے ایجنڈے میں لانا یہ ہماری بہت بڑی کامیابی ہے۔ آج ٹرمپ ہمارے وزیراعظم کے بارے میں کہہ رہا ہے کہ وہ ایک عظیم قائد ہے، جو ملک پاکستان پر اعتماد نہیں کرتا تھا، آج وہ کہہ رہا ہے کہ مجھے پاکستان پر بھی اعتماد ہے۔

اوریا مقبول جان: 72 سال قبل دو ملک آزاد ہوئے تھے، ایک ملک نظریہ کی بنیاد پر قائم ہوا تھا کہ ہم نے ایک ایسی جگہ پر جانا ہے، جہاں مسلمان رہتے ہوں اور انہیں اپنے عقیدے کے مطابق زندگی گزارنے کی اجازت ہو، اس کے مقابلے میں ایک ملک آزاد ہوا، جس نے کہا تھا کہ ہر انسان جو اس دھرتی پر پیدا ہوتا ہے، خواہ اس کا تعلق کسی بھی مذہب یا رنگ ونسل سے ہو، وہ اس ملک کا شہری ہے اور ہم اس ملک کو ایک سیکولر ریاست تسلیم کرتے ہیں۔

1947ء سے لے کر اب تک دونوں ممالک نے الٹا سفر شروع کیا، ہم نے کہا کہ دو قومی نظریہ کی ایسی کی تیسی، قرارداد مقاصد ہمارے گلے کا طوق بن چکی ہے، ڈیڑھ سال لگا دیا ہم نے یہ جملہ لکھنے میں کہ حاکمیت اعلیٰ اللہ تعالیٰ کی ہو گی۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ یہ ملک مسلمانوں کے لیے بنا ہے، اسلام کے لیے نہیں بنا۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ لفظ اسلام اور مسلمان میں فرق کیا ہے؟ اس کے مقابلے میں انڈیا نے سیکولر ازم سے نیشنل ازم کی طرف سفر شروع کیا۔ ہم نے قرارداد مقاصد پاس کی تو انہوں نے گاندھی کو پکڑ کر قتل کر دیا۔ گاندھی کا قتل قطعاً مسلمانوں کی حمایت میں نہیں ہوا تھا۔ گاندھی کا قتل بنیادی طور پر اس نیشنل ازم کی

بنیاد پر ہوا تھا، جس میں اس نے کہا تھا کہ میں سیکولرازم کا حامی ہوں۔

1982ء میں بھارتیہ جنتا پارٹی وجود میں آئی۔اس کے بعد وہ چاہ رہے تھے کہ ہم اپنی قوت کا مظاہرہ کریں، وگرنہ ہمیں کوئی تسلیم نہیں کرے گا۔ ہندوستان میں 25 کروڑ مسلمان تھے جوسکون کی زندگی بسر کررہے تھے،کوئی ان میں انتہا پسند یا دہشت گرد نہیں تھا، انہیں جس حال میں رکھا گیا،انہوں نے اسے قبول کیا،تمام مظالم سہتے رہے۔احمد آباد میں مسلمانوں کے گھروں کو آگ لگادی گئی، بابری مسجد کو مسمار کردیا گیا،اس کے نتیجے میں اگلے سال کے عام انتخابات میں انتہا پسند رہنما اٹل بہاری واجپائی برسراقتدار آئے۔انہوں نے کہا کہ یہ سرزمین دیوتاؤں نے آباد کی تھی، یہاں دوسرے مذاہب کے لوگوں کو رہنے کی آزادی حاصل نہیں ہے۔

یہ وہ پوری تصویر ہے کہ جس کے اندر مذہبی جنون ہے،ان کے ہاں ان کی ریاست کا ایک ایک ٹکڑا انتہائی قیمتی اور اہم ہے اور آپ کا ان انتہا پسندوں سے مقابلہ ہے،اس مقابلہ میں اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ اس کا مقابلہ عالمی برادری کی بنیاد پر ہوگا تو یہ ممکن نہیں ہے، اس کا مقابلہ صرف اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی روشنی میں ہوگا كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً [البقرہ:249]

برگیڈیئر (ریٹائرڈ) **فاروق حمید خان**: انڈیا کی سیاسی وعسکری قیادت کہہ رہی ہے کہ ہم لائن آف کنٹرول کے پار جائیں گے۔ہم آزاد کشمیر پر حملہ کریں گے۔ہم پاکستان کے اندر دور تک جائیں گے،مگر یاد رہے کہ اگر انڈیا نے حملہ کیا تو اس کو کئی گنا بڑھ کر منہ توڑ جواب دیا جائے گا۔انڈیا کے کتنے ہی شہر ہمارے نشانے پر ہیں، جو صفحۂ ہستی سے مٹ جائیں گے۔اس کا ادراک انڈیا اور پوری دنیا کو ہے کہ پاکستان کا ایٹمی اسلحہ صرف سجا کر رکھنے کے لیے نہیں ہے۔

ہم یہ سمجھتے ہیں کہ امریکہ، برطانیہ یا مغربی طاقتیں آرٹیکل 370 کو ختم کرادیں گے، لیکن یہ میرے ایمان کا حصہ ہے کہ یہ طاقتیں نہ کشمیریوں کی دوست تھیں، نہ ہیں اور نہ آئندہ ہوں گی۔میری ذاتی رائے کے مطابق انہیں معلوم تھا کہ پرائم منسٹر مودی کیا کرنے جارہے ہیں۔صدر ٹرمپ نے کہا کہ ہم ثالثی کا کردار ادا کریں گے،مگر معاملہ الٹ ہے۔کیا اس بیان کے بعد مقبوضہ کشمیر کے حالات میں کوئی بہتری آئی؟ کیا کرفیو میں کمی آئی؟ دنیا نے دیکھا کہ کچھ بھی نہیں ہوا، یہ صرف بیان بازی کی حد تک ہیں۔یہ کس طرح ممکن ہے کہ مغربی طاقتیں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں قرارداد لے کر آئیں کہ انڈین آرمی مقبوضہ کشمیر سے نکل جائے اور آرٹیکل 370 کو بحال کرے، اور وہ یہ کہہ دیں کہ ہم انڈیا کی معاشی وفوجی امداد بند کرتے ہیں؟

پوری دنیا میں جتنے بھی کشمیریوں کے حق میں مظاہرے ہوئے ہیں، ان مظاہروں میں مسلمانوں کے ساتھ ساتھ دیگر مذاہب کے لوگ بھی شامل ہیں۔انڈیا جو کچھ کشمیر میں کررہا ہے، اس کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ اگلے سال یعنی 2020 میں خالصتان اپنی آزادی پر عالمی ریفرینڈم کے لیے تیار ہورہا ہے۔

ان تمام حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں سوچنا ہے کہ مسئلہ کشمیر کا حل کیا ہے؟ آپ میری سوچ سے اتفاق کریں یا نہ کریں، اس مسئلہ کا حل صرف ایک ہے اور وہ ہے اسلام کی روح کے مطابق مسلح جہاد۔جب یہ جہاد ہوگا تو غیبی مدد بھی آئے گی۔

❀❀❀

بقیہ: زمانہ گواہ ہے

افغانستان میں جب طالبان نے جدوجہد کے بعد اپنی حکومت قائم کی تھی تو بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے کہا تھا کہ ایک تاریخ لکھی جارہی ہے۔افغان جنگ کے آغاز میں امریکہ کے صدر بش اور اس کے اتحادی مشرف نے کہا تھا کہ طالبان کو ہم چند مہینوں میں ختم کردیں گے۔لیکن حقیقت میں اللہ نے ان کے غرور کو خاک میں ملایا ہے۔اس سے یہ سبق یہ ملتا ہے کہ ہم انفرادی طور پر اللہ کے ساتھ اپنا معاملہ درست کریں یا تو ہم پورے خلوص کے ساتھ اللہ کی طرف ہوجائیں یا دوسری طرف ہوجائیں۔ درمیان والا آپشن یہاں نہیں ہے اور نہ ہی یہ فائدہ مند ہے۔ ہمارے ارباب اقتدار کو چاہیے کہ اپنے انٹیلی جنس اداروں میں ایک ڈیسک بنائیں جہاں اللہ کے رسول ﷺ کی احادیث کا گہرائی میں جاکر مطالعہ کیا جائے بالخصوص آخری زمانے اور دجال کے حوالے سے جو احادیث ہیں ان پر غوروفکر کریں تاکہ انہیں دجال کے نمائندوں کے منصوبوں کا علم ہو اور اس کو سامنے رکھتے ہوئے وہ اپنی حکمت عملی بناسکیں۔ ہمیں اس حوالے سے اپنے بچوں کو بھی تربیت دینی چاہیے کہ ہمارا اصل دشمن کون ہے اور اس کے بارے میں قرآن اور نبی اکرم ﷺ کی احادیث میں ہمارے لیے کیا احکامات ہیں۔ علامہ اقبال نے بہت پہلے کہا تھا کہ

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمیؐ

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم ان پورے حالات سے واقف ہوں اور دشمن کے پورے پلان کو اللہ تعالیٰ ہمیں دکھائے۔آمین!

❀❀❀

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ — دعائے مغفرت

☆ مرکزی ناظم سوشل میڈیا وشعبہ انگریزی ڈاکٹر غلام مرتضیٰ صاحب کی اہلیہ طویل علالت کے بعد وفات پاگئیں۔ برائے تعزیت: 0333-4203693

☆ حلقہ سکھر کے مبتدی رفیق محمد اقبال وفات پاگئے۔
برائے تعزیت: 0301-7624250

☆ تنظیم اسلامی گوجرخان کے مبتدی رفیق محمد لطیف وفات پاگئے۔
برائے تعزیت: 0322-5223146

☆ حلقہ پنجاب شمالی، النور کالونی، راولپنڈی کے مبتدی رفیق محمد یٰسین وفات پاگئے۔

☆ حلقہ سرگودھا کی مقامی تنظیم میانوالی کے نقیب اسرہ شفاء اللہ کا بھتیجا ابراہیم خراسانی بعمر 4/5 سال مورخہ 15 اکتوبر کی شام اغواء کے بعد 16 اکتوبر کی صبح قتل کردیا گیا۔ برائے تعزیت: 0306-5850498

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔
قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔
اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَاَدْخِلْهُمْ فِيْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمْ حِسَابًا يَّسِيْرًا

Press Release: 07 October 2019

"Seminar on the topic 'Pak-India War: Prospects, Expectations & Apprehensions' held under the auspices of Tanzeem-e-Islami."

Our War with India is, in fact, Ideological.

(Hafiz Aakif Saeed)

Lahore (PR): A seminar entitled 'Pak-India War: Prospects, Expectations & Apprehensions' was held on 06 October 2019 under the auspices of Tanzeem-e-Islami at Qur'an Auditorium, New Garden Town, Lahore.

While addressing the seminar, the Ameer of Tanzeem-e-Islami, **Hafiz Aakif Saeed**, said that it is a vital moral responsibility of the world powers and international organizations to force a stop to the worst kind of torture and inhumane oppression being carried out in Occupied Jammu and Kashmir. He added further that the ideological raison d'être of Pakistan is Islam. Without practically enforcing it (The Islamic System), we cannot be eligible to receive the succor of Allah *(SWT)*. Despite being the only nuclear power of the Islamic world, Pakistan has completely become a slave of the international monetary and economic organizations because of the improper and tactless policies of our rulers, he remarked. The Ameer concluded by asserting that we ought to establish the System of Khilafah in order to strengthen and secure our ideological and geographical boundaries.

While addressing the seminar, the former foreign minister of Pakistan, **Khurshid Mahmud Kasuri**, said that India must immediately stop the cruel and inhumane treatment of the people of Occupied Kashmir, otherwise the cloud of war between India and Pakistan would persist. He said that India has imposed declared and undeclared wars against Pakistan many a time in the past, but being victorious over Pakistan in a conventional or nuclear war is a dream of India that would never come true. *(Insha Allah)*. He said that Narendra Modi is today the target of the hatred and criticism of the entire world because of his policy of violating the basic human rights of the Kashmiri Muslims. He said that due to the fruitful and sharp diplomacy of Pakistan, the Kashmir issue has been highlighted on the international stage. He said that in order to prevent an armed conflict between the two countries the Kashmir issue must be resolved. He said that the step taken by the Indian government to terminate the special status of Occupied Kashmir has led to all sections of the Muslim leadership in Indian Occupied Kashmir to become united in cause and the people of Occupied Kashmir have started a civil disobedience movement against India that would serve as a precursor to the liberation of Indian Occupied Kashmir.

While speaking on the occasion, **Brigadier (r) Farooq Hameed Khan**, said that defeating the 7th largest army of the world (Pakistan) would remain nothing more than a dream for India. He said that it is a monumental diplomatic success that the PM of Pakistan and the military establishment have been able to highlight the Kashmir issue on the international level in a meaningful way. He said that if India imposed a war on Pakistan, then India would forget all wars of the past. Pakistan has complete, all-inclusive and comprehensive second strike capability to retaliate against India even if India launches a nuclear strike against us. Therefore, he remarked, India ought to refrain from any misadventure against Pakistan.

While addressing the seminar, the renowned scholar, **Orya Maqbool Jan**, noted that we have now reached a point in history and circumstances when we can no longer isolate and detach the struggle for freedom of the Kashmiris from the Muslims of India. The 25 crore (250 million) Muslims of India are living in a state of constant fear today. He said that decades ago, India started its journey from 'Secularism', but ironically India has become the proponent and model of 'Brahmanism' today, in toto. In contrast, we have forgotten our real destination (Islam) and unfortunately are moving recklessly towards secularism. He asserted that if we are to win this war we must revert to our ideological basis.

Issued by
Ayub Baig Mirza
Markazi Nazim of Press and Publications Section
Tanzeem-e-Islami, Pakistan

Editor's Note: *This Press Release was issued on Monday 07 October 2019, following the Seminar on the topic " Pak-India War: Prospects, Expectations & Apprehensions" held under the auspices of Tanzeem-e-Islami on Sunday 06 October 2019 at Qur'an Auditorium, New Garden Town, Lahore.*

Vol: 28 Regd. No. C.P.L NO.114 No.40

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore